Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

''ندائے نور'' ڈاکٹر فلک فیروز کی پانچویں کتاب ہے۔ تحریروں کی زبان اوران موجود تجربات ومحسوسات اور مشاہدات وخیالات کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ یہ صنف انشایہ سے قریب ہیں۔ کتاب میں موجود تحریروں کے عنوانات بتاتے ہیں کہ مصنف کا مشاہدہ کتنا وسیع ہے اوراس کی نگاہ کس درجہ باریک ہیں کہ بحرحیات کی تہوں میں چھپی موتی والی سیپیوں کو بھی پکڑلاتی ہے۔

پروفیسر غضنفر علی
علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، انڈیا

''ندائے نور'' صاحب احساس قلم کار کا فکری سفرنامہ ہے، جس کے ذریعے وہ قاری کو ظلمات سے نکل کرنور کی طرف سفر کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

ڈاکٹر امین فیاض
شعبۂ انگریزی نارتھ کیمپس،
جامع کشمیر، حضرت بل، سرینگر۔

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ندائے نور

ڈاکٹر فلک فیروز

کتابی دُنیا دھلی

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

©جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ!

NIDA-E-NOOR

by

Dr. Falak Fayroz
+91 88250 01337

Year of Edition: 2026
ISBN: 978-93-95443-64-7
Price Rs: 350/-

نام کتاب	:	ندائے نور
نوعیت	:	نثر
مصنف وناشر	:	ڈاکٹر فلک فیروز
سنہ اشاعت	:	2026
قیمت	:	-/300روپے
لائبریری ایڈیشن	:	-/350روپے
کمپوزنگ	:	شاہ پبلیشرز حاجن
صفحات	:	112
تعداد	:	400
مطبع	:	روشان پرنٹرس، دہلی-6

Distributor:

Kitabi Duniya
1955, Gali Nawab Mirza, Mohalla Qabristan,
Opp. Anglo Arabic School,
Turkman Gate, Delhi-110006 (INDIA)
+91-93139 72589, 89294 21423
kitabiduniya@gmail.com

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

فہرست

نمبرشمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	انتساب	5
۲	قارئین کے نام	6
۳	قابل قدر تخلیقی کاوش	11
۴	ندائے نور میری نظر میں	13
۵	ندائے نور......صاحبِ احساس قلمکار کا فکری سفرنامہ	15
۶	ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے	19
۷	بات جب نکلے گی دور تلک جائے گی	24
۸	ہنستے ہوئے چہرے بے بھرم رکھا ہمارا	29
۹	ہے آدمی بجائے خود اک محشر خیال	35
۱۰	نہیں ہے خوشی متاع بازار کی پونجی	41
۱۱	کھلونا ہے جو مٹی کا فنا ہونے سے ڈرتا ہے	45
۱۲	نقلی انتقال سے اصلی انتقال تک	52

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
59	فرق جو آجائے سوچوں کے درمیان میں	۱۳
66	اگر لفظ نہ ہوتے تو!!	۱۴
72	جب لفظوں کی موت ہو جائے	۱۵
77	کاش کہ کاش سے نکل جائے	۱۶۔
83	اپنی ہی لاش کا خود مزار آدمی	۱۷
91	گالیوں کی زد میں ہے قاتلوں کے خنجر تک	۱۸
95	بند آنکھوں سے تیری سمت سفر کرتا ہوں	۱۹
100	میں وہ کتاب ہوں	۲۰
106	ہنر چاہئے فن چمچہ گیری میں	۲۱

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

انتساب

مخالفت سے میری شخصیت سنورتی ہے
میں دشمنوں کا بڑا احترام کرتا ہوں
(بشیر بدرؔ)

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

قارئین کے نام

مصلحت ایسی بھی کیا میں تو غضب کرتا ہوں
جن کا سر چاہیئے ان کا بھی ادب کرتا ہوں

(شجاع خاور)

ادب، ادبی فن پاروں کا مطالعہ کرنا ادب کے طالب علموں کا شیوہ یا ان کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ اس ذمہ داری نے میرے شوق کو مزید وسعی کر دیا ہے، اس عمل کا اثر مجھ پر اتنا پڑا کہ مجھے بھی خیال آنے لگے ان خیالات نے لکھنے پر اکسایا اور اسطرح سے یہ میرے لئے باقاعدگی سے ایک معمول بن گیا۔ طالب علمی کے زمانے میں، میں نے لکھنا شروع کیا۔ ابتدأً مختصر نوعیت کے کالم لکھے اور وہ کالم اخبار روزنامہ ''آفتاب'' میں شائع ہوتے رہے۔ اس کے بعد کشمیر اعظمیٰ اخبار سرینگر سے میرا لکھنے کا تعلق بن گیا، اخبار کشمیر اعظمیٰ سرینگر سے آج بھی میرا

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

تعلق بحیثیتِ کالم نویس جاری ہے گویا دونوں اخبار میرے لئے ، میرے ادب پارے کے لئے پہلی سیڑھیاں ہیں جہاں سے میرے قلم کی نوک پلک سنور گئی اور اس طرح سے میرے قارئین کا حلقہ دن بہ دن وسیع سے وسیع تر ہو گیا۔

لکھنا، پڑھنا بولنا اور ادبی فن پارے تخلیق کرنا میری میراث ہے، میرے ارضِ وطن حاجن بانڈی پورہ کشمیر کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس کے ایک طرف دریائے جہلم رواں ہے اور دوسری جانب جھیل ولر آباد ہے، یہ زمین شاعروں، ادباء، علماء سے بھری پڑی ہیں اس زرخیز زمین کو نمی راس آتی ہے یہ نمی اپنے فرزندوں کو نمو عطا کرتی ہے جس کی متعدد مثالیں زندہ و جاوید ہیں۔ جس کا بندہ خاکسار ایک ذرہ ہے۔

میں طبیعتاً خاموش مزاجی کا دلدادہ ہوں اور بسیار نویسی کبھی میرا شیوہ نہیں رہا ہے۔ چہل قدمی کرنا، میرے مزاج کو بھاتا ہے اور آزادی سے غور و فکر کرنا، بھیڑ کا تعاقب نہ کرنا مجھے میرے فکر و فن اور تخیل کے انفراد نے سکھایا ہے۔ میرے لئے قدرت کے حسین نظارے، بہتے چشمے، روان آبشار، اپنی دھن میں مست بہتا دریا ، رُکے ہوئے تالاب، برف پوش پہاڑیاں، گھنے اور سرسبز جنگلات، خوبصورت جھیلیں، دھان کے کھیتوں کی ہریالی، مختلف سیاحتی مقامات پر کھلے رنگ برنگی پھولوں، نیلے کھلے، آبر آلودہ آسمان، تاروں بھرے فلک، چاند کی مدہم روشنی، سورج کی تیز کرنیں، شالیمار باغ، نشاط باغ، گلمرگ کی وادیاں، سونمرگ سے بہنے والی سندھ، جھیل ولر کی خاموش فضائیں، جھیل ڈل کی موجیں، لالچوک سرینگر

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

کی گہما گہمی، تنگ گلیاں، کشادہ سڑکیں دستیاب ہیں جہاں سے میرے فن پارے کے لئے متعدد موضوعات نکل آتے ہیں۔ میرا یہ منفرد اسلوب مجھے ایک انوکھی پہچان عطا کرتا ہے، میرے سوچنے کی صلاحیت کو مزید پختہ کرتا ہے جو میرے فن کا خاص انتخاب بھی ہے اور اعزاز بھی مجھے آزادی سے سوچنے کی عادت ہے، چیزوں کو اندازِ دیگر سے پرکھنا میرا محبوب مشغلہ بھی ہے اسی لئے میں بھیڑ سے ذرا الگ ہو کر سوچنے کا عادی ہوں اور یہی ہے میرے فن کی انفرادیت، میں مختلف قسم کے فنکاروں کا مطالعہ کرتا رہتا ہوں جس سے میری تحریریں مزید خوبصورت، دلچسپ، سبق آموز بن جاتی ہے۔ میں آزادی سے لکھنے کا دلدادہ ہوں، میں اندھیرے میں اجالا، یا روشنی کی کرنیں بکھیرنے کا متمنی ہوں۔ میں نور کی بصیرت کا نقیب بن جانا چاہتا ہوں، ظاہر سے باطن کی جانب سفر کرنا مجھے عزیز ہے، مجھے شوق ہے ہنستے کھلتے چہروں سے موضوعات چننے کا انسان کے اندرون میں جھانکنے کا ایک انسان کا سراپا محبت بن جانا اب کہ قصہ پارینہ ٹھہرا ہے، ایک انسان کا اپنی ذات میں باہر سے اندر کی جانب جانے کا راستہ موجود ہے مگر اس سے خبر نہیں ہے، میں اس کو اس کی خبر دینا چاہتا ہوں اپنی تحریروں سے، اپنے خیالات سے، اپنے مشاہدات اور تجربات سے۔ ہزاروں خواہشوں کی قید میں رہنے سے بہتر ہے ملی ہوئی کامیابیوں پر خوشی کا اظہار کیا جا سکے، کھلی ہوئی آنکھوں کے بجائے اگر اپنی ذات کی تلاش کے تئیں بند آنکھوں سے سفر کیا جائے تو میرا یقین ہے ہر شخص لمحہ موجود میں دستیاب خوشیوں سے ضرور محظوظ ہو جائے گا۔

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

میرے باذوق قارئین آپ کی حوصلہ افزائیوں کی دل کی عمیق گہرائیوں سے قدر کرتا ہوں۔ خیالات کا یہ نیا گلدستہ پیش کرتا ہوں جس میں نئے روپ و رنگ اور نئے ڈھنگ و آہنگ سے منفرد خیالوں کو صفحہ قرطاس پر لانے کی سعی کی گئی ہے۔ میرے متعدد قارئین جب مجھے اخبار کے کالم صفحہ پر غائب پاتے ہیں تو مجھ سے رابطہ کر کے میری خیریت دریافت کر کے علمی و ادبی منظر نامے سے پوشیدہ رہنے کا گلہ بھی کرتے ہیں۔

اس کتاب کو منظر عام پر لانے کے لئے جن دوستوں و احباب کا ساتھ اور ہاتھ رہا ہے ان میں میری اہلیہ طاہرہ احمد، میری آنکھوں کا نور فرزندار جمند احمد اعزاز، میرے دوست جاوید احمد رینہ، اسسٹنٹ پروفیسر انگریزی محکمہ اعلیٰ تعلیم، ڈاکٹر منظور احمد پرے، اسسٹنٹ پروفیسر ایجوکیشن محکمہ اعلیٰ تعلیم جنہوں نے اس کتاب کے تئیں مفید اور ثمر آور مشوروں سے وقت وقت پر نوازا ہے، ناہدہ نسیم فاروقی، اسسٹنٹ پروفیسر ایجوکیشن محکمہ اعلیٰ تعلیم شامل ہیں۔

جاوید احمد رینہ اس کتاب کا پہلا قاری ہے جس نے متن میں تبدیلی و اضافے کے مشورے دیئے۔ میری شریکِ حیات طاہرہ احمد اور نورِ نظر فرزند احمد اعزاز اس تخلیقی، تحقیقی و علمی سفر میں برابر کے شریک رہے ہیں۔

پروفیسر غضنفر علی، پروفیسر خواجہ اکرام الدین، ڈاکٹر امین فیاض، ڈاکٹر کوثر مزمل کا بے حد شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب پر اپنی آرائیں پیش کیں۔ ڈاکٹر وانی اشرف کا بھی ممنون ہوں جس نے کتاب کی تصحیح خوانی خوب انداز میں کی۔

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

یہ کتاب پیش کرتے ہوئے مجھے مسرت ہو رہی ہے۔ اُمید ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ کر کے آپ ہمیں ضرور اپنے جذبات، تاثرات، احساسات اور خیالات سے نوازیں گے۔

شکریہ

دعا کا طالب
ڈاکٹر فلک فیروز
حاجن کشمیر

falakfayrooz@gmail.com

8825001337

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

قابل قدر تخلیقی کاوش

انشائیہ ایک تخلیقی صنف ہے جس میں ذہنی ترنگ کے سہارے وسیع سے وسیع تر موضوع کو طنز و مزاح کے اسلوب میں پیش کیا جاتا ہے۔ صنف انشائیہ کسی ایک موضوع پر مبنی نہیں ہوتا بلکہ اس میں موضوعات کا ایک ایسا تسلسل ہوتا ہے کہ بیک وقت کئی موضوع اس میں سما جاتے ہیں۔ انشائیہ ذہنی رو میں بات سے بات بنانے کا فن ہے۔ انشائیہ میں تفصیل سے روشنی ڈالنے کے بجائے محض اشارے کنایے سے کام لیا جاتا ہے۔ لیکن یہ اشارے یا رمز و کنائے ایسے بلیغ ہوتے ہیں کہ حقیقت کی تہہ در تہہ پرتیں کھلتی جاتی ہیں۔ اس رمزیہ اسلوب کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ حقیقتوں کی ممکنہ تمام جہتوں تک رسائی ہو جاتی ہے۔ اردو ادب میں انشائیہ ایک ایسی صنف ہے جس کے دامن میں فکر کی آزادی، جذبے کی بالیدگی، مشاہدے کی نزاکت اور اظہار کی لطافت ایک ساتھ پروان چڑھتی ہیں۔ یہ نہ کہانی ہے، نہ مضمون، نہ تنقید بلکہ ایک ایسی تخلیقی نثر کی تشکیل ہے جس میں ذہن و دل کے لئے انبساط کے اسباب موجود ہیں۔ انشائیہ اپنی اصل میں زندگی کی چھوٹی چھوٹی لہروں کا وہ عکس ہے جو بڑی حقیقتوں تک لے جاتا ہے وہ روزمرہ کے واقعات میں چھپا ہوا وہ رنگ ہے جو عام نگاہوں سے اوجھل رہ جاتا ہے مگر

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

حساس دل اسے دیکھ لیتا ہے۔

زیرِ نظر انشائیوں کا مجموعہ ''ندائے نور'' بھی اسی لطافتِ زبان، روانی بیان اور وسعتِ نظر کا حسین امتزاج ہے۔ یہ انشائیے اپنے قاری کو محض ذہنی تفریح نہیں دیتے بلکہ ایک فکری مکالمے میں شریک کر لیتے ہیں۔ مصنف نے زندگی کے معمولی سے معمولی تجربات کو جس نفاست، نرمی اور باریک بینی کے ساتھ برتا ہے ، وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ صرف لکھتے نہیں بلکہ محسوس کرتے ہیں اور اس احساس کو ایک جمالیاتی سانچے میں ڈال کر قاری تک منتقل کر دیتے ہیں۔

ان انشائیوں کی سب سے دلکش بات اُن کے لہجے کی شائستگی اور بیان ہے ۔اس مجموعے کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ مصنف جہاں کہیں زندگی کے پیچیدہ پہلوؤں کو موضوع بناتے ہیں، وہاں انہوں نے گہرائی کو کبھی بوجھ نہیں بننے دیا۔ وہ مشکل بات کو بے تکلفی کے ساتھ کہتے ہیں، اور آسان بات کو وقار کے ساتھ ان کی تحریر میں زندگی کا رنگ، انسان کا دکھ، معاشرت کی صداقتیں، زمانے کی رفتار اور وقت کے بدلتے تیور سب ایک خاموش ترتیب کے ساتھ جلوہ گر ہیں۔ مجموعی طور پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ مجموعہ اردو انشائیہ نگاری کی روایت میں ایک خوشگوار اضافہ ہے۔

پروفیسر خواجہ محمد اکرام الدین
جواہر لعل نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ندائے نور میری نظر میں

ڈاکٹر فلک فیروز کی زیر نظر کتاب ''ندائے نور'' ان کی پانچویں کتاب ہے ۔اگرچہ اس کتاب میں ان کی نوعیت کا کہیں ذکر نہیں ہے تاہم تحریروں کی زبان اور ان میں موجود تجربات ومحسوسات اور مشاہدات وخیالات کے بیان سے پتا چلتا ہے کہ یہ صنف انشائیہ سے قریب ہیں۔حرف وصوت سے حیات وکائنات کی پھوٹنے والی شعاعوں کے پیش نظر اس کتاب کا نام (ندائے نور) نہایت مناسب اور موزوں ہے اور آواز کے لئے صدا کی جگہ نور کو لانا قلم کار کے تخلیقی ذہن کا غماز ہے۔کتاب کے عنوانات بتاتے ہیں کہ انشائیہ نگار کا مشاہدہ کتنا وسیع ہے اور اس کی نگاہ کس درجہ باریک ہیں کہ بحر حیات کی بتھوں میں چھپی موتی والی سیپیوں کو بھی پکڑ لاتی ہے۔

بعض تحریریں تو اپنے پاس نگاہوں کو ٹھہرا لیتی ہیں۔انہیں میں سے ایک تحریر ہے ''میں وہ کتاب ہوں'' اس تحریر میں ایک طرح سے کتاب کی داستان بیان کی گئی ہے۔کتاب کیا تھی اور کتاب کیا ہوگئی اس بات کو بڑے ہی پُرسوز انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

اس تحریر کے متن کے نقوش کو ان دو شعروں میں دیکھا جاسکتا ہے۔

کبھی آنکھیں کتاب میں گم ہیں
کبھی گُم ہے کتاب آنکھوں میں

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

☆

کس طرح جمع کیجئے اب اپنے آپ کو
کاغذ بکھر رہے ہیں پرانی کتاب کے

کتاب میں شامل تحریروں کے عنوانات زیادہ تر شعر کے مصرعوں پر رکھے گئے ہیں۔ مثلاً

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے، ہے آدمی بجائے خود اک محشرِ خیال، بات نکلے گی تو پھر دور تلک جائے گی، کھلونا ہے جو مٹی کا فنا ہونے سے ڈرتا ہے، گالیوں کی زد میں ہیں قاتلوں کے خنجر تک......

مضامین کے ان شعری عنوانات کی منطق یہ ہے کہ نوجوان قلم کار اپنی نگارشات کو مستند بنانا چاہتا ہے۔ ساتھ ہی اس بات کا احساس بھی دلانا چاہتا ہے کہ صرف اس کا مشاہدہ ہی وسیع نہیں ہے بلکہ اس کا مطالعہ بھی عمیق ہے۔ مصنف چونکہ کشمیر سے تعلق رکھتا ہے اس لئے کشمیر کی خوبصورت فضائیں جگہ جگہ جلوہ گر نظر آتی ہیں اور تحریر کو دو آتشہ بنا دیتی ہیں۔

مجھے امید ہے کہ "ندائے نور" (قارئین کے قلب ونظر کو پُر نور کرنے میں کامیاب ثابت ہوگی۔

پروفیسر غضنفر علی
علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، انڈیا

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ندائے نور......صاحب احساس قلم کار کا فکری سفر نامہ

"ندائے نور" نام کے مضامین کا گلدستہ ڈاکٹر فلک فیروز کی طرف سے موصول ہوا۔تو کتاب کے ایک ایک لفظ سے پھوٹنے والی شعائیں دل ودماغ کو فرحت وتازگی کے نور سے منوّر کرتی گئیں۔

فلک فیروز اردو زبان کے ہونہار استاد ہونے کے ساتھ ساتھ اردو ادب کے ایک جواں سال مگر مؤثر انشائیہ نگار اور نقاد ہیں۔سرینگر سے چھپنے والے مشہور اردو روزنامہ "کشمیر اعظمیٰ" میں ان کے چھپنے والے کالموں کا قارئینِ اعظمیٰ بے حد شدت کے ساتھ انتظار کرتے رہتے ہیں۔فلک فیروز کے مضامین میں سماجی،ادبی،انسانی اور بشری اقدار سے متعلق ان کے رشحاتِ قلم بے حد دلچسپ اور سنجیدہ ہونے کے ساتھ ساتھ زبان کی سلاست،تشنگی اور روانگی کے لئے بھی قارئین کے لئے بے حد کشش رکھتے ہیں۔

عزیزم نے کتاب کا عنوان "ندائے نور" رکھا ہے۔عنوانِ کتاب فی نفسہ ایک طلسماتی محاورہ ہے جو دل کو پہلی ہی نظر میں اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔"ندائے نور"یعنی روشنی کی پکار محض ایک عنوان نہیں ہے بلکہ اس میں مصنف نے روحانی تجربے کا ایک بلند و بالا استعارہ بھی کھڑا کیا ہے۔اس عنوان میں دراصل وہ

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

صدائے باطن گونجتی ہے جو انسان کو اپنے اندرون و بیرون کی ظلمات سے نکال کر روشنی کے سفر کی طرف مائل کرتی ہے۔ کتاب میں موجود ایک ایک مضمون دراصل اسی ندا کا حصہ ہے۔ ہر مضمون مصنف کے فکری تامل، جذباتی شعور اور زبان و بیان کی لطافت کی دلیل ہونے کے ساتھ موصوف کا زندگی کے مختلف مسائل اور گوناگوں معاملات پر ایک سلجھے ہوئے ادیب کا عکسِ خیال ہے۔

کتاب پڑھنے کے بعد مجھے ایسا صاف طور پر محسوس ہوا کہ صاحبِ کتاب ایک صاحبِ احساس قلمکار ہے۔ اس نثری مجموعے کو پڑھ کر یہ بات صاف طور پر محسوس ہوتی ہے کہ ہمارے جواں سال ادیب میں جہاں علم و عرفان کی گہرائیاں موجود ہیں وہیں ان میں دل کی گرمی بھی ٹھاٹھیں مارتی ہیں۔ ان کی تحریر سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے یہاں خیال محض بیان نہیں ہوتا بلکہ یہ وجدان کی سطح پر زندہ رہتا ہے۔ جہاں ان کی اردو نثر میں روایتی تشنگی موجود ہے وہیں اس کے اندر جدید فکری بصیرت کا حسین امتزاج بھی ہے۔ اس نثری مجموعے سے یہ بات صاف طور پر عیاں ہوتی ہے کہ مصنف نے کتاب کے اندر موجود مضامین میں دل و دماغ کی کمسٹری کو احسن طور سے دکھانے کی کوشش کی ہے۔

اگر میں ''ندائے نور'' کو ایک فکر سفرنامہ کہوں تو شاید بے جا نہ ہوگا۔ انسانی خواہشات کیا ہیں، مرورِ زمانہ، محنت، محبت، اخلاقی وجود وغیرہ سے متعلق انسانی سوال اور کشمکش کو موصوف نے بہت ہی خوبصورت طریقے سے بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کی تحریر سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے ہر مضمون میں

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ایک Reflective انسان کی طرح سے اپنے سوالات کو بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کا بیان محض اظہار نہیں بنتا بلکہ تزکیہ روح کا عمل بھی بنتا ہے۔ مصنف اپنے اس عمل میں جوں جوں آگے بڑھتا ہے وہ ہر لمحہ قاری کو کسی گہری روحانی بصیرت کے قریب انگلی پکڑ کر لے جاتے ہیں۔

''ندائے نور'' کی نثر بجائے خود ایک نثری شاعری ہے کیونکہ نثر میں جب تخیّل آجاتا ہے تو تصور اس کو شاعرانہ جمال عطا کرتا ہے اور اس شاعرانہ نثر میں ہر جانب میر، غالبؔ، اقبالؒ، فیض اور اس قبیل کے درجنوں شاعروں کے حوالے موجود ہوں تو نورٌ علی النور والی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ مصنف نے جگہ جگہ پر بے شمار اشعار اپنے تصور کی مضبوطی کے لئے استعمال کئے ہیں جس سے یہ اندازہ کرنا آسان ہوتا ہے کہ ہمارے جواں سال ادیب کا ذوقِ جمال یا جمالیاتی حِس کس درجے کی بلندی چھو رہی ہے۔ کسی بھی بڑے شاعر کے شعر کا برمحل استعمال کرنا اور اپنے کسی خیال کی تائید میں استعمال کرنا بجائے خود ایک بڑی بات ہوتی ہے۔ اردو ادب میں مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنی مشہور کتاب ''غبارِ خاطر'' میں اس فن اور جمالیاتی حِس کا استعمال کچھ اس طرح سے کیا ہے کہ شاید اسے بہتر کوئی اور نہیں کرسکتا۔ ہمارے عزیزم میں اسی اندازِ سخن وری کی رمق موجود ہے۔

کتاب میں ایک سے بڑھ کر ایک مضمون موجود ہیں۔ مضامین کے عنوان اپنے آپ میں بے حد خوبصورت اور جاذبِ نظر ہیں ''ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پر دم نکلے''، ''بات جب نکلے گی دور تلک جائے گی''، ''ہے آدمی بجائے

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

خود ایک محشرِ خیال''، ''نہیں ہے خوشی متاعِ بازار کی پونجی''، ''نقلِ انتقال سے اصلی انتقال تک''، ''جب لفظوں کی موت ہو جائے'' وغیرہ قاری کی نظر اور دل و دماغ کو پہلی ہی نظر میں موہ لیتے ہیں اور مصنف کے ساتھ کچھ دیر دعوت فکر پر لگا دیتے ہیں۔

میں بے حد ممنون ہوں فلک صاحب کا کہ انہوں نے مجھے کتاب کے اوّلین قارئین میں شمار ہونے کی دعوت دی۔ میں دعا گو ہوں کہ عزیزم فکر و تدبّر کے میدان میں آگے بڑھیں اور ادبِ عالیہ کی تاریخ کو اپنے رشحاتِ قلم سے مالا مال کرتے جائیں۔ مجھے امید ہے قارئین کو مصنف کے یہ نورانی رشحات ضرور پسند آئیں گے اور میں دعا گو ہوں کہ ہماری نوجوان نسل ادبِ عالیہ کی طرف اس طرح کی کتابیں پڑھ کر متوجہ ہوں تاکہ آج کے اس دور میں جو سفلیات کا غلبہ ہر سو ظاہر ہے ادبِ عالیہ سے دل و دماغ کی تطہیر ممکن ہو سکے۔

دعا گو

ڈاکٹر امین فیاض

حاجن سوناواری، کشمیر

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے

انسان کی خواہشوں کی کوئی انتہا نہیں
دو گز زمین بھی چاہے دو گز کفن کے بعد

(کیفی اعظمی)

دل کے پنجرے میں بے شمار خواہشیں مقید رہتی ہیں کچھ بقید حیات رہ جاتی ہیں اور کچھ حیات رہ رہ کر بھی بے گور و کفن گمنامی کی صورت میں بے نام منزلوں، نام نہاد راستوں، اعلیٰ مکانوں، کھلے میدانوں، نامور گلیوں، خوبصورت پارکوں، سبزہ زاروں، بہتے آبشاروں میں معصومیت کے ساتھ بہہ جاتی ہیں۔ ہزاروں خواہشوں پر اگرچہ دم نکل بھی جاتا ہے لیکن آنکھیں نم ہو کر یوں سوکھ جاتی ہے گویا زندگی میں تمام ارمان نکل نکل کر باقی رہ گئے۔ حسرتوں کے ویرانوں سے گزر جانے کے باوجود بھی حسرتیں دمبدم انسانی ذات کو نئے راستے کھوجنے کی صلاح دیتی ہے جہاں سے پانی کی ندیاں بہہ کر سوکھی راہیں نم ہو جاتی ہیں جو زندگی کا سوز دروں بن جاتی ہے اور نئے چشمے پھوٹ جاتے ہیں جن کی امیدیں کبھی بھر نہیں آتی ہیں۔

خواہشیں موسمی ہواؤں کی مانند ہوتی ہیں جو آجاتی ہے اور چلی جاتی ہیں

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

لیکن بعض آنے کے بعد جانے کا نام ہی نہیں لیتی ہیں۔ یوں کہیے کہ جانے تک بھی جانے کو تیار ہی نہیں لیکن کیا کیجیے بلا اس امید کا جس پر پوری دنیا کا کاروبار قائم ہے جو آدمی کو آس رکھنے پر بضد رکھتی ہیں جسکی باہیں واں ہوکر زلفیں عنبریں بن جاتی ہیں، یقین محکم ہو جاتا ہے، صبر پختہ ہو جاتا ہے، خیالات سنجیدہ ہو جاتے ہیں، راستے آسان بن جاتے ہیں، رشتے مضبوط ہو جاتے ہیں گماں برباد ہو جاتے ہیں، شک پر یقین غالب آتا ہے، وہم کے تصرفات خرچ ہو کے رہ جاتے ہیں اور اس طرح سے نہ جانے کہاں سے ہزاروں خواہشیں جنم لیتی ہیں ؎

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے میرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

(غالبؔ)

خواہش کے مدارج مختلف ہوتے ہیں کچھ سنگلاخ راستوں سے ہوکر کھنڈرات اور ویرانوں سے گزر جاتے ہیں، کچھ بہتے پانی کی روانی کی مانند بہہ جاتے ہیں نیز کچھ اصولوں کی بلند دیواروں کو پھاند کر چلے جاتے ہیں یوں تو خواہش بظاہر ایک مختصر احساس ہے لیکن بہ باطن یہ احساس کائنات کی وسیع و عریض سطح پر پھیلا ہوا ہے جس کا دامن کانٹوں سے بھرا پڑا ہے جس کے معانیاتی اطراف کی کوئی قیدی اصول ممکن نہیں ہے بلکہ ہر پہلو اپنا ایک الگ الگ اصول قائم کر جاتا ہے جس سے اس کا اطلاقی وجود پھلتا پھولتا نظر آتا ہے خواہش نام کی بنیاد پر کتنی زندگیاں برباد ہو جاتی ہیں جو نہ جانے کہاں پر اپنا نام رقم کرنا چاہتی ہے یہاں تک کہ رقم ہو جانے کے باوجود بھی ناموری کی منزل طے پانے سے رہ جاتے

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ہوئے کف افسوس مل جاتے ہیں۔خواہش نفس یا انا نے کتنے پاکیزہ نفوس کو ثریا سے زمین پر دے مارا خواہش نے بعض اوقات انسانی آبادی کو مایوسی کے کفر سے نکال کروادی یقین کی جانب سفر کرانا سکھایا جس کی ہزارہا مثالیں آج بھی دنیا کی تاریخ میں زندہ و جاوید ہیں۔اس سفر کے ایک مرحلے نے کاہلوں کو محنت کرنا سکھایا، بربادیوں کو آباد رہنے کا ہنر عطا کیا، مایوسیوں کو خوشیوں میں تبدیل کروایا، کمزوروں کو باز آور بنا ڈالا اور اس طرح سے ویرانوں میں روشنیاں جگمگا اٹھیں یہاں تک کہ زندگی نے دنیا پر فتح پائی۔بقولِ شاعر۔

دنیا میں وہی شخص ہے تعظیم کے قابل
جس شخص نے حالات کا رخ موڑ دیا

دنیا کی تلخ حقیقت میں ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ ہر نفس ہزاروں خواہشیں نکل جانے کے باوجود بھی تشکر کے بجائے وادی حیف کے دروازے پر قد دراز کیے رو رہا ہے آخر وجہ کیا ہے؟ کون سی خواہش نکل جانی تھی اور کون سی خواہش رہ جانی تھی۔جن کو نہیں نکل جانا تھا آدمی کہتا ہے نکل جانا چاہئے تھا اور جن کو نکل جانا تھا بندہ کہتا ہے کہ ان رہ جانا تھا لیکن قدرت کا قانون برابر انصاف پر چلتا ہے صرف بندہ اپنی دھن میں بے خبری کے عالم میں نہ جانے کیا کیا منہ سے نکالتا جاتا ہے اور خواہشیں اپنے مدار پر خاموشی سے سفر جاری وساری رکھتی ہیں۔

خواہشات کے متوالے سینہ سپر ہو کر میدان کارزار میں وارد ہو جاتے ہیں اور ہر دم رجز کے پیرائے میں آڑے آنے والی مشکلوں کو للکارتے ہوئے اپنا سفر

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

جاری رکھتے ہیں چند نصف راستے سے رخصتی کا ارادہ کر بیٹھتے ہیں اور کچھ منزل مقصود کے قریب ہوتے ہوئے بھی اپنی جان جان آفرینی کے نام کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔اس طرح ایسے اشخاص محض دو گز زمین ہی نصیب میں پاتے ہیں دو گز کفن کے ساتھ اور ازلی حقیقت بھی یہی ہے۔اس طرح سے خواہشوں کی آگ قبر کی مٹی سے سرد ہو جاتی ہے مگر دوستو حق تو یہ کہ حق جاننے کے باوجود بھی ہم انسان حق سے غافل رہنا ہی پسند فرماتے ہیں عین خواہش گری لاکھ رابطے قائم کراتی ہے لاکھوں راستے مسدود ہونے کو آتے ہیں، لاکھ راستے مفقود ہو جاتے ہیں نیز لاکھ عزیز جان کے دشمن بھی ثابت ہو سکتے ہیں جن سے بے چارہ عزیز شکوہ بھی نہیں کر پاتا ہے۔

دنیا کی کاریگری کا کاروبار بھی عجیب ہے جہاں خواہشوں کا کارانبار آدمی کو جینے پر مجبور کرتا ہے کچھ نفوس محض مجبوری کے آئینے میں خواہشات کا قلع قمع کرتے ہیں مگر بہت سارے افراد تشکر کے عالم میں خواہشوں سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں یہ بات بھی حق پر مبنی ہے کہ کچھ خواہشیں کبھی اچھے بھلے آدمی کو دیوانہ بنا ڈالتی ہے اور کبھی دیوانے کو بھلا انسان بنا دیتی ہیں۔ عام آدمی زندگی کے دھارے کو کاٹنے کی خاطر اپنی جانب سے خواہشات کی ایک فہرست قائم کر جاتا جن کی تکمیل کے لئے انہیں مختلف موجوں، حصاروں سے گزرنا پڑتا ہے ان حصاروں میں دنیاداری جبریت، معاشرے کا اپنا برتاو، سرکاری یا حکومت کی حکمت عملی، انسان کی اپنی ذاتی مختاری اور محتاجی شامل رہتے ہیں۔

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

انفرادی تسکین اور واقعیت اسی میں پنہاں ہے کہ لوگ اپنے اپنے مقدور کے مطابق ہی خواہشات کا جال پھیلائے لیکن نہ جانے کیوں حضرت انسان اپنی ذات کے حصار کو توڑ کر خواہشات کے سمندر میں غوطہ زن ہونا چاہتا ہے جہاں سے کبھی لوٹنا بھی دشوار ہو جاتا ہے۔ دنیا کی بیشتر آبادی خواہشات کو لیکر اس حد تک متفکر رہتے ہیں کہ راتوں کو اختر شماری کرتے جاتے ہیں گویا اختر شماری کرنا اس بات کا عین ثبوت ہے کہ بندہ خواہش کی قید میں پریشانی کو گلے سے لگا بیٹھا ہے۔

ذہن پر بوجھ رہا دل بھی پریشان ہوا
ان بڑے لوگوں سے مل کر بڑا نقصان ہوا

(طارق قمر)

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

بات جب نکلے گی دور تلک جائے گی

؎ شاد ماں لوگوں میرے زخم سے دلچسپی کیوں
اس کا پتھر ہے میرا سر ہے تمہارا کیا ہے؟

بات کرنا اور بات سننا بنیادی طور پر انسانی جذبات، احساسات، خواہشات، مشاہدات اور تجربات کی ابلاغ و ترسیل کا وسیلہ اول ہے نیز خیال کو زبان ملتی ہے زبان، ترسیل کے مراحل سے گزر کر مخاطب اور مخاطب الیہ کے درمیان ایک رشتہ پیدا کرتی ہے اس طرح سے حیوان ناطق کے درمیان باتوں باتوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

یہ سلسلہ اجنبی پن سے شروع ہو کر جان پہچان کے راستے ہموار کرتا ہے اس طرح حلقۂ یاراں وجود میں آجاتے ہیں۔ رشتے بن جانا شروع ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ دشمنی کا سلسلہ بھی یہی سے معرضِ وجود آجاتا ہے اور بات بات کا حساب رکھا جاتا ہے۔ جمع ضرب یا تفریق کے پیمانوں سے ناپ تول کئے جاتے

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ہیں ضرورت پیش آئی تو سرکاری محکمے بھی دور نہیں گئے ہیں۔ رپورٹ کی کاپیوں میں علامت واوئین کے اندر حرف بہ حرف لفظ بہ لفظ کہنے والے کے الفاظ نقل کر دئے جاتے ہیں۔ حوالوں کی صورت میں کہنے سننے والوں کی گواہیوں کو رقم کر دیا جاتا ہے یوں باتوں باتوں کا یہ سلسلہ بھی جنم لیتا ہے۔ باتوں باتوں کی تفہیم، تفسیر، تشریح نیز وضاحت کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ نا معلوم سے معلوم تک کتنے ہی معلومات بغیر تحقیق و تفتیش حوالوں کے آئینے میں پیش کئے جاتے ہیں اس طرح سے صاحب غیر معلوم کے بارے میں طرح طرح کے بہتان پیدا کئے جاتے ہیں یہاں تک کہ غائب متکلم سے جو باتیں نکل جاتی ہیں وہ صیغہ متکلم کے دہان مبارک سے جب پیش ہوتی ہیں تو اس مصالحہ دار وضع قطع کے علاوہ شیرینی اور مخلوط سطح کی زہریلی تاثیر پائی جاتی ہے جس سے آگ کے شعلے بھڑکنے شروع ہو جاتے ہیں۔ یوں باتوں کی تفہیم کا ایک نیا باب اشخاص کے تعلقات سے لکھا جاتا ہے جس سے تاریخ دان کھوجنے کی تلاش میں لگ جاتے ہیں اور لسان دان باتوں کی تہہ میں پوشیدہ مفاہیم کی جستجو میں لگ جاتے ہیں اس پوری صورتحال کا خاکہ شاعر نے یوں کھینچا ہے۔

کوئی ٹھہرتا نہیں یوں تو وقت کے آگے
مگر وہ زخم کہ جس کا نشان نہیں جاتا

(فرخ جعفری)

محلوں، پارکوں، شہر کی گلیوں، نکڑ، گاؤں کے کھیت کھلیانوں میں لوگ چسکے لے لے کر اور زبان دانی کا مزہ بدلنے کی خاطر طرح طرح کی باتیں اصل بات سے

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ملا لیتے ہیں تا کہ بات اصل بات سے نکل جائے اور بے بنیاد باتوں کی ایک نقلی عمارت تعمیر ہو سکے جو تاثرات کی نئی دنیا قائم کر جاتی ہے۔

بات کا نکل جانا یا بات کا نہیں نکل جانا اختیاری اور غیر اختیاری عمل ہوتا ہے ان لوگوں کے لئے اختیاری عمل ہو سکتا ہے جو چاہتے ہیں کہ ان کی بات نکل جائے بلکہ پوری طرح یہ لوگ اپنی بات کو نکالنے کے لئے جی جان کوشش کرتے ہیں یہاں تک کہ منہ مانگی رقم ان اشخاص، لوگوں، تنظیموں، انجمنوں یا پارٹیوں کو دینے کے لئے تیار بھی ہو جاتے ہیں جو ان کی باتوں کو دور تلک لے جانے کا کوئی بہترین ہنر رکھتے ہیں۔ ذرائع مختلف الانواع ہو سکتے ہیں۔ جن کی وضاحت لازم نہیں ہے ۔ معمولی باتوں کو غیر معمولی بنا کر اپنے حصار سے نکال کر باقی مطلوبہ افراد تک پہنچایا جاتا ہے ہر بات کو دانستہ طور پر تمام ترسیل کے مراحل سے صاف و شفاف انداز سے گزارا جاتا ہے تا کہ بات اسی طریقہ سے اپنا اثر قائم کر سکے جس طور پر ارسال کنندہ کرانا چاہتا ہے۔ بات جو نکل جاتی ہے تو واقعی دور تلک جاتی ہے عین جنگل کے آگ کی مانند خود بخود پھیل جاتی ہے بلکہ پھسل جاتی ہے۔ اس پھسلن کے مراحل مختلف ہوتے ہیں کبھی نکلی ہوئی بات لوگوں کے ہاتھوں سے پھسل جاتی ہے تو کبھی کہنے سننے والوں کی زبانوں سے کانوں سے پھسل جاتی ہے اور اس پھسلن کے دوران بات کا بتنگھڑ بن جاتا ہے یوں اصل بات کی ہزار فیصد بات نقل بن جاتی ہے اور بات دور سے دور تلک چلی جاتی ہے ۔ چلانے والے اپنی من مرضی کے مطابق چلاتے ہیں ۔ کبھی دوسرے کے

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

کاندھوں پر بندوق رکھ کر گالیوں کی صورت میں گولیاں چلائی جاتی ہیں تو کبھی آنکھوں کے اشاروں سے طنز کے تیر برسائے جاتے ہیں۔ کبھی نوکیلے پتھروں کے مانند بلکہ ان سے بھی تیز طرار انداز میں لفظوں کی بارش برسائی جاتی ہے۔ بارش تو بارش گولے بھی اوندھے مند کی مانند ان افراد پر برستے ہیں جن کی ذات کے حوالے سے بے بنیاد باتیں پھیلائی جاتی ہے یا پھیلانے کی سازشیں رچی جاتی ہیں۔ آفت تو تب گلے پڑتی ہے جب آپ کا کوئی بظاہر ہمدرد لیکن پوشیدہ سطح پر دشمن لفظوں کو پھول کی مالا پہنا کر آپ کے گلے میں ڈالنا چاہتا ہے لیکن پہنانے کا انداز نازک نرم اور خوش اندام ہوتا ہے۔ باتوں کی میٹھی چُھری سے بکرے کو حلال کرنے کا کام کیا جاتا ہے۔ ایسے لوگ تو حلال ہو جاتے ہیں جو سادہ دل ہوں مگر ایسے افراد نہیں ہو سکتے ہیں جن کے رویّے سے آپ واقف ہوں۔ جو آپ کی ہر چال سے باخبر ہوتے ہیں یا پل پل کی خبر رکھتے ہوں۔

باتوں باتوں میں باتوں کو نئے پیرائے پیراہن کر کے بازار گفتگو میں خرید و فروخت کی خاطر ڈالا جاتا ہے جہاں سے زبان دانی کی نئی لہریں موجزن ہوتی ہی جو تخیل کی بلند پروازوں سے حق پر مبنی واقعات کو غلط ثابت کرنے پر تلے ہوتے ہیں۔

کچھ باحیا افراد بات کو روکنا چاہتے ہیں اور بات سوچ سمجھ کر کرتے ہیں تاکہ حیاداری برقرار رہے اور بات اندر ہی اندر موجود رہے۔ لیکن ایسے بھی سر پھرے لوگ آپ کے سائے بن کر رہ جاتے ہیں جو آپ سے منسوب ہر بات کو نکال کر ہی دم لیتے ہیں اور اس بات کو نکالنے کی خاطر وہ اپنا پورا زور صرف کرتے

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ہیں تا کہ آپ سرِ عام ذلیل وخوار ہو جائیں اور الزامات کی بنیاد پر پوچھاڑ آپ پر ہو جائے اور یقینی صورت حال بھی یہی ہے کہ بات جب بھی نکل جاتی ہے تو وہ پھیل ہی جاتی ہے اور واقعہ یہ بھی حق بر مبنی ہے کہ پھیلانے والا بھی آدمی ہی ہے اور جس کی بات پھیلائی جا رہی ہے وہ بھی آدمی ہی ہے۔ بقولِ شاعر ؎

اور آدمی پہ تیغ کو مارے ہیں آدمی
پگڑی بھی آدمی کی اتارے ہے آدمی

(نظیر اکبر آبادیؔ)

☆☆

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ہنستے ہوئے چہرے نے بھرم رکھا ہمارا

کسی کے حال سے، کسی کا خوش یا مایوس ہونا، کوئی اس سماج کے افراد سے سیکھے جہاں کے لوگ دوسروں کو تکلیف دینا اپنا فرضِ اولین سمجھتے ہیں۔ جہاں کے لوگوں کے دل حسد کی بیماری کی دولت سے مالا مال ہوں۔ جہاں لوگ دوسرے لوگوں کی کامیابی پر آگ بگولہ ہوکر آناپ شناپ بک دیتے ہیں۔ جہاں کا قومی واجتماعی مزاج لوگوں کی شیخی بگھاڑنے میں مزہ حاصل کرتا ہے۔ جہاں سچے، باایمان، اصول پسند، ذہین، قابل افراد کی زندگی کو اجیرن بنادیا جاتا ہے۔

مشرقی اور مغربی روایات کے درمیان دراصل یہی سے حد فاصل شروع ہوجاتی ہے جس کی بنیاد قوموں کے سوچنے کی صلاحیت پر مبنی ہوتی ہے۔ کیا سوچا جائے؟ کیسے سوچا جائے۔ اس سوچ کی حدیں بھی آپ کا ماحول آپ کا دائرۂ حیات قائم کرتا ہے جس میں آپ کا مذہب، علم حاصل کرنے کا طریقہ، زندگی بسر کرنے کے اصول، آپ کے مذہبی پیشواؤں کا دعوتی طریقہ کار آپ کے ذہنی صلاحیتوں کا عالم، آپ کے قومی دانشوروں کے افکار وخیالات، آپ کے قوم میں موجود ادبا کا ادبی ورثہ، ادبی رویہ، باطنی حالت اور روحانی سفر کی کارکردگی ، ظاہرداری، خاندانی تمیز، تہذیب معاشرتی ماحول، معاشی زندگی کے راز و نیاز،

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

کلھم طور پر حیات کے نشیب وفراز۔

جرمنی کے مشہور مفکر کارل جاسپر اپنی تصنیف "The origin and Goal of History" ۱۹۵۳ء میں لکھتے ہیں:

''ماضی کی یاداشت غیر مکمل ہے اور مستقبل ابہام کا شکار ہے صرف حال کی ہی ہم کوئی واضع تصویر بنا سکتے ہیں۔''

لیکن ہمارے مشرقی اقدار کا رونا یہ ہے کہ ہم حال کے بجائے ماضی کو دھتکارتے رہتے ہیں اور مستقبل کی خیال آفرینی شیخ چلی کے منصوبوں کے مطابق کرتے ہیں نتیجے کے طور پر حال کا بہترین وقت استعمال کرنے کے بجائے ہم خود کو بے حال کرنے کا کارہائے نمایاں خود انجام دیتے ہیں اور ناکامیابی کی صورت میں اپنی قسمت کا رونا روتے ہوئے ان افراد پر شک کی سوئی رکھتے ہیں جنہیں ہم عالمِ خیال میں اپنے حسدین گنواتے ہوئے نظر آتے ہیں مگر حقیقتِ حال اس سے انتہائی مختلف ہوتی ہے عین مطابق ملک میں ایسے افراد کی بھی کوئی کمی نہیں ہے جو دوسروں کی کامیابی پر رشک کے بجائے حسد کی آگ میں جل کر لوگوں کا جینا بھی حرام کرتے ہیں اور اپنی بربادی خود اپنے ہاتھوں سے لکھ بیٹھتے ہیں۔ آپ کے کچھ ایسے بھی چاہنے والے ہونگے جو آپ کی ناکامی پر خوش ہوتے ہیں اور آپ کی اچھی کامیابی پر آپ کے دشمن بن جاتے ہیں۔ یقینی طور پر آپ کے دوستوں، احباب، وفاداروں، رفیقوں، دشمنوں کی صف میں ایسے بھی خیر خواہ ہونگے جو آپ کی شبیہہ بگاڑنے میں اپنی تمام تر کوششیں جاری رکھتے ہوئے زبان دانی کے کمال نمونے ایجاد کرتے ہوئے دنیا کی تمام مخلوقات میں آپ جناب کی خیر کی

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

، حیثیت کی ، ہیت کی ، پہچان کی دھجیاں بکھیرنے میں کوئی کمی نہیں رکھتے لیکن باوجود اسکے بھی بقولِ غالبؔ

تھی خبر گرم کہ غالبؔ کے اُڑیں گے پُرزے
دیکھنے ہم بھی گئے پر تماشہ نہ ہوا

انسان کائنات میں موجود ایسی واحد تخلیق ہے جو سچے، حقیقی، پاک، نیک، صاف، معصوم جذبات کو زبان دانی کے مختلف تخلیقی تجربات سے غلط ملط کر کے اصل شئے، چیز، جذبے کو انتہائی اصل کی نقل میں تبدیل کر کے کائنات کی حقیقی صورت حال کو چرب زبانی سے تباہ و برباد کرتی ہے جس سے معصوم جذبات کی حقیقی دنیا سچائی سے فریب تک سفر طے کرتی ہے نتیجہ کے طور پر اصل شئے حقیقی بیان ہزار پردوں میں لبادہ ہو کر وہ ہیت، ساخت حاصل کر لیتی ہے جس سے کہ صداقت کا کوئی بھی تعلق باقی نہیں رہتا اور اس طرح سے اصل پر نقل، حق پر باطل کی گہری پرت چھا جاتی ہے اور نئی تشکیلات، تعبیرات، تشریحات، تفاسیر سامنے آجاتی ہیں۔

کہنے والوں نے سچ ہی کہا ہے کہ شخص کو اس کے مصائب مشکلات، بُرے حالات ہی نہیں مارتے ہیں بلکہ اگر مارتے ہیں تو ''لوگوں کے رویّے مارتے ہیں'' رویّے ان تمام تر حالات، مسائل، مشکلات، تکالیف سے زیادہ تکلیف دہ ہوتے ہیں جن سے بندہ گزر چکا ہوتا ہے۔ تکلیف کی احساس، درد کی کراہیت انسان برداشت کر ہی لیتا ہے کیونکہ اس کا جسمانی، حیاتیاتی، نظام اس کے لئے آہستہ آہستہ تیار ہو جاتا ہے لیکن ذہنی نظام اس وقت تحس نحس ہوتا ہے جب انسان غیر متوقع طور پر ان اشخاص کے بدلتے لہجے، رویّے دیکھ لیتا ہے جن سے ان کی

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

دور دور تک کوئی توقع ہی نہیں ہوتی اور اس طرح سے بندہ کہتا ہے ''تھکا دیتے رویّے لوگوں کے'' اور اس تھکا دینے کا عمل انسان کا ذہنی سکون برباد کرنے کا سامان میسر رکھتا ہے۔ بقولِ البرٹ انسٹائن :

" Stay away from negative people they have a problem for every solution"

زہریلی طبیعت رکھنے والے افراد سے دوری بنانا ایک صحت مند انسان کے لئے بہت ضروری ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ آجکل کے پُر تناؤ دور میں ذہنی طور پر صحت مند رہنا اب خواب بن چکا ہے حقیقی دنیا میں لوگوں کے ساتھ رواداری اور تعلق پیدا کرنے کے دوران ذہنی طور صحت مند رہنا مشکل سے مشکل تر عمل ہے۔ آج کا مشرقی معاشرہ انہی حالات میں گرفتار ہو چکا ہے لوگوں کی آپسی رنجشیں برائے رنجش بڑھ چکی ہیں، دوسروں کی کامیابی پر اب خوش ہونا مشکل بن چکا ہے۔ نا چاہتے ہوئے بھی دوست دوستوں کی پیٹ پیچھے برائی کرتے ہیں، ورک کلچر بھی ایسا بن چکا ہے جہاں لوگوں نے سماجی لبادہ اوڑھ رکھا ہے ایک دوسرے کے آمنے سامنے اوقات میں تعریفیں کرتے ہیں لیکن غائب حالات میں اپنے ماتحتوں، ساتھیوں، افسروں کی غیبت کرنا عام مزاج بن چکا ہے۔ اپنے احباب، رشتہ داروں، ہمسایوں، رفیقوں کی خیر خواہی اب تاریخ کے اوراق بن چکے ہیں اب تو ہمارے سماجی نظام کا حال بے حال ہو چکا ہے خدا جانے ہمارا حشر حشر کے روز کیا ہوگا۔ بقولِ شاعر ؎

میرا اس شہرِ عداوت میں بسیرا ہے جہاں
لوگ سجدوں میں بھی لوگوں کا بُرا سوچتے ہیں

(احمد فراز)

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

اس پوری صورت حال کی عکاسی سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ہم سب شہر خرابہ میں گزر بسر کر رہے ہیں جہاں محض ڈھانچے نقل و حمل کرتے رہتے ہیں اور ہر ایک شخص کی روحانی زندگی زوال کی شکار ہو چکی ہے بلکہ ہم اپنا وطن، روحانی بوجھ اپنے کاندھوں پر ڈھو رہے ہیں جو کہ ہمارا پیچھا کر رہا ہے اور ہم ایک آسیب زدہ ماحول میں قید ہو چکے ہیں جہاں پر بھٹکتی روحوں کا انبار جمع ہو چکا ہے جو اپنی پہچان کھو چکے ہیں، جن کی شناخت کا کرب راہوں میں رقصاں ہیں جو خود کو پانے کی تلاش میں سرگردان ہیں ۔ جن کا مادی ڈھانچہ، مادی وجود کہیں کھو گیا ہے یہ تمام روحیں ایک عذاب کی صورت حال سے دوچار ہیں جو اپنے خالقِ حقیقی سے دعا گو ہیں کہ انہیں مادی وجودوں کے دوغلے پن، کھوکھلے پن، قول و فعل کے تضاداتی عمل سے آزاد کیا جائے لیکن یہ کسی بھی صورت میں ممکن نہ ہو سکے گا کیوں کہ جسمانی وجود کو موت آنے کی صورت میں ہی روح کی پرواز ممکن بن سکتی ہے۔:

''وجود دراصل انسان کا اپنا وہ رویہ ہے جو اپنے تئیں اختیار کرتا ہے اور اس کا اظہار کچھ مخصوص نازک حالات میں ہوتا ہے مثلاً انتخاب، تصادم اور موت وہ اس بات کا شاکی ہے کہ ہم نے وجود کے معنی کو اس کی روحانیت کی اہمیت کو بھلا دیا ہے......

کیکر گارڈ کے لئے فلسفیانہ فکر بھی اس حقیقی زندگی سے پیدا ہوتی ہے جو حیات و ممات کے درمیان قائم رہتی ہے فرد کی زندگی میں اہم ترین اور پُر معنی واقعات وہ ہے جن کا تجربہ اسے داخلی فیصلے، انتخاب کے لمحات اور شش و پنج کے حالات میں ہوتا ہے۔ پس انسانی وجود ایک پیہم جد و جہد اور حرکت کا نام

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ہے جس میں تفریض وارتکاب مسلسل لازمی طور پر شامل ہیں۔"

(وجودیت پر ایک تنقیدی نظر: سلطان علی شیدا)

انسانی زندگی کی تاریخ میں ایسے متعدد واقعات موجود ہیں جہاں انسانوں نے انسانوں کی جان بچانے کی خاطر اپنی جانیں نچھاور کیں ہیں لیکن ساتھ ہی ایسی شہادتیں بھی ملتی ہیں جن میں بھائی نے بھائی کا خون کیا، حسد اور لالچ کی وجہ سے بڑے بھائیوں نے چھوٹے بھائیوں کو کنویں کے سپرد بھی کیا اور اس طرح سے ایسی مثالیں دنیا کی تاریخ کا حصہ بن گئی اس طرح سے حق و باطل کی یہ جدو جہد، جنگ کشمکش تا قیامت جاری رہے گی اور انسانی دنیا میں آئے روز نت نئے محبت اور نفرت کے تجربے ہوتے رہیں گے اور ان مسائل، معاملات، تجربات کا احاطہ کرتے ہوئے آپ یقینی طور پر منور رانا کا یہ شعر

ہنستے ہوئے چہرے نے بھرم رکھا ہمارا
وہ دیکھنے آیا تھا کہ کس حال میں ہے ہم

گنگناتے ہوئے اپنے ظاہر و باطن کو محفوظ، مضبوط، توانا، مثبت بناتے جائیں گے تا کہ آپ کا یہ سفر ہنسی خوشی طے ہو جائے جس سے آپ کا بھی کام بہ حسن و خوبی نکل جائے گا اور خبر لینے والا حضور بھی شرمندگی کے خوف سے بچ جائے گا تا کہ رابطہ اپنی جگہ اپنی حیثیت پر قائم رہے اور آپ رقم کرتے رہیں گے تا کہ سند رہے

جو ذہن و دل کے زہریلے بہت ہیں
وہی باتوں کے بھی میٹھے بہت ہیں

(اختر شاہجہانپوری)

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ہے آدمی بجائے خود اک محشرِ خیال

فرشتہ ہے تو تقدس تجھے مبارک ہو
ہم آدمی ہیں تو عیب و ہنر رکھتے ہیں

(عادل ایوبی)

آدمی محض گوشت پوست کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ یہ خیالات، سوچ و فکر کا لامتناہی منبع ہے جس کی کوئی بھی حد مقرر نہیں ہے، تخیُّل کے مسلسل سفر سے ایک سے ایک خیالوں کی دنیا آباد ہو جاتی ہے جس سے محشر خیالی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ محشر خیالی اور آدمی دونوں کا آپسی تعلق انتہائی گہرا ہے، مضبوط ہے، ابدی ہے، ازلی ہے، اپنائیت کا ہے، تجلی کا ہے، مشاہداتی ہے، تجرباتی ہے، دوستی کا ہے، دشمنی کا ہے، انسیت کا ہے، نفرت کا ہے، بہر صورت تعلق ہے جس کی بنیاد ہے خیالات پر، خیالات کی بنیاد ہے، آدمی کے جذبات، اس کے شعور، علم و فہم، عقل و ادراک، نرمی و گفتار کی گرمی پر، نطق کی خصوصیات پر، اس کی ذات پر، اس کے اخلاق پر، اس کے احساسات پر، اس کی سادگی، شائستگی، تہذیب و ترتیب پر، آدمی کی محشر خیالی کا یہ عالم ہے کہ وہ تنہا بھی ہے لیکن تنہا نہیں ہے اس کی اندرونی ذات ایک ابدی تنہائی کی متقاضی ہے لیکن دنیا کی جہد البقا اس سے تنہا رہنے نہیں دیتی ہے اس سے اپنے نظام زندگی کو ترتیب دینا ہی پڑتا ہے، تشکیل کے ان مراحل سے گزر کر آدمی خود کو ایک منظّم نظام اور گرہ کا فرد تصور کرنے لگتا ہے لیکن

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ان حالات میں بھی اس سے ہزاروں مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس سے لاانتہائی وسوسوں، خوفوں اور خطروں سے پالا پڑتا ہے، اس سے دن کی تیز روشنی میں رات کی تاریکی اچھی لگتی ہے۔ رات کی تاریکی سنسان راتوں میں اس سے دن کی گہما گہمی کا ولولہ خیز تجربہ لبھاتا رہتا ہے، آدمی ایک خیالوں کے جھرمٹ سے ہمیشہ لبریز رہتا ہے جس میں اس کی موجودہ ذات کا کھٹکا لگا رہتا ہے۔ اس کے اندر کا وجود اس سے گاہے کاٹنے کو دوڑتا ہے، گاہے خود سے چمٹ جانے کا ہنر آزماتا ہے گاہے خود کے خود ہی خیالی، نازک و نرم ہاتھوں سے ہوا میں معلق بوسوں کی بوچھاڑ سے پرہیز نہیں کرتا ہے، بقولِ غالبؔ

کیا خوب تم نے غیر کو بوسہ نہیں دیا
پس چپ رہو ہمارے بھی منہ میں زبان ہے

آدمی کی محشر خیالی کا عالم ہی نرالا ہے پیدا تنہا ہوتا ہے، زندگی کی رونقیں اجتماعیت اور بھیڑ کی نظر ہو جاتی ہے، جوانی مسلسل امتحانوں کے درمیان گزر جاتی ہے، بڑھاپے کا سہارا اس کی خیالی دنیا میں مقید ہے سہارا مل جائے تو کامیاب ہے، نہ مل جائے تو امتحان کی گھڑیاں طویل ہو جاتی ہیں اب جن کے یہاں ذہنی صحت توانا اور طاقتور یا نہایت مثبت ہوتی ہیں وہ اکیلا جینا سیکھ جاتے ہیں، پر خار راہوں میں گلاب اگاتے جاتے ہیں، وہ نوکیلے پہاڑوں پر راستہ بنانے کا ہنر رکھتے ہیں، وہ سمندروں کے درمیان بھی سہولیات سے پر راستہ بنانا جانتے ہیں لیکن اگر بات ان لوگوں کی جائے جن کے یہاں محشر خیالی محض اس لئے آباد ہے کہ وہ خود نہ کچھ

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

کرتے ہیں، نہ دوسروں کو کچھ اچھا کرنے کی ترتیب دیتے ہیں اور نہ ہی دوسروں کی اچھائیوں کو کبھی سرہاتے ہیں۔ بلکہ اگر کرتے ہیں تو نکتہ چینی میں بدرجہ اتم کمال حاصل اور اس آدمی کی محشر خیالی کا انجام ہی برا ہے جس میں وہ تنہا مرتا ہے، تنہا ثواب و گناہ کے عالم میں حساب و کتاب کے دن اکیلا وہ ہوگا، اس کی ذات ہوگی، اس کے اعمال ہونگے، اس کی سوچ وفکر ہوگی اس کی زندگی کا وہ اجتماع ہوگا جس کا وہ واقعی ذمہ دار ٹھہرایا گیا تھا جس کا اس سے حساب لینا مقصود تھا مگر ہائے افسوس ہم نے جس کو انجمن سمجھا تھا، ہم نے جس کو اجتماع سمجھا تھا، ہم نے جس کو بھیڑ سمجھا تھا ہم نے جس کو ذاتوں کے انبار میں شمار کیا تھا وہ دراصل اپنے وجود کے تئیں تنہا تھا، اکیلا اپنے آپ کا اپنے فرض کا، اپنی ذمہ داری کا، اپنی اچھائی، برائی، صحت اور بیماری کے تئیں، آدمی مجموعہ ہے عیب و ہنر کا اس کو وراثت میں عیب ملتے ہیں اس سے کمال حاصل ہے اس بات کا یہ ہنر سیکھنے کے معاملے میں کمال رکھتا ہے لیکن دوسروں کو پوری طرح سکھانے کے عمل میں بخیلی بھی روا رکھ سکتا ہے، یہ پردہ نشینی جانتا ہے لیکن پردے کے پیچھے، پردے کے سائے تلے، پردے کے اندر، پردے کی آڑ میں گناہ کرنا بھی جانتا ہے آدمی محشر خیالی کا شکار بھی ہے، دلدادہ بھی ہے۔ لوگوں کو تحفظ بھی فراہم کرنا جانتا ہے مگر اپنی حفاظت نیز خود غرضی کے تئیں لوگوں کو مار بھی سکتا ہے، انہیں پابند سلاسل بھی کرتا ہے، انہیں سرعام ذلیل بھی کر سکتا ہے، انہیں الف ننگا کرنے کا وصف بھی رکھتا ہے۔

خیالات کی دنیا میں محشر بپا کرنا آدمی کی اولین خصوصیت ہے یہ مشکل

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

مسائل کا آسان، عام فہم حل بھی پیش کرسکتا ہے لیکن اس کی فطرت میں ایسے بھی عناصر بھرپور تعداد میں موجود ہیں جو آسان، عام فہم و سلیس یا سدھے سادے مسائل معاملات کو مشکل سے مشکل ترین بنا سکتا ہے یہ لیاقت اس میں خاصی تعداد میں موجود ہے۔

آدمی کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ اس کی زبان پر، لفظ پر، قول پر، وعدے پر بھروسہ کیا بھی جا سکتا ہے اور نہیں بھی کیا جا سکتا ہے عمل اور ردعمل حالات کے تیئں دونوں صورتوں میں ضرورت کے مطابق اپنا کام کرتے ہیں، اس کی زبان کے ہزار موسم موجود ہے، بقولِ شاعر ؎

میری زبان کے موسم بدلتے رہتے ہیں
میں آدمی ہوں میرا اعتبار مت کرنا

(عاصم واسطی)

جناب آدمی زبان و دل کے تعلق میں ایک ہو بھی سکتا ہے لیکن ضروری نہیں ہے کہ اس کا دل بھی زبان کا ہمنوا ہو۔ دل کبھی زبان کا رفیق بن بھی جاتا ہے مگر زبان کبھی دل کی رفیق نہیں ہوسکتی ہے۔ دونوں کے درمیان ایک تضاد برپا ہو جاتا ہے لڑائی بھی شروع ہو جاتی ہے زبان کچھ اور کہتی ہے اور دل کچھ اور کہتا ہے دونوں کے راستے الگ الگ ہو جاتے ہیں مگر ستم ظریفی کا عالم یہ ہے کہ دونوں کو ایک ہی جسم میں رہ کر ایک دوسرے کو سلام بھی پیش کرنا پڑتی ہے ایک دوسرے کے اعمال کی گواہی بھی دینی پڑتی ہے ایک دوسرے کی عزت کی لاج بھی رکھنی پڑتی ہے۔ ایک دوسرے کے دوست ہونے کا ناٹک بھی کرنا پڑتا ہے۔

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

آدمی محض ایک خیال نہیں ہے بلکہ خیالات کا اجتماع ہے وہ سمجھتا ہے کہ اس کے اندر ایک ہی خیال ایک وقت میں کارفرما رہتا ہے لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے بیک وقت آدمی کے اندر ہزاروں کی تعداد میں خیالات سفر کرتے رہتے ہیں کچھ خیالات ہوا کی مانند آتے ہیں اور واپس چلے جاتے ہیں چند خیالات آدمی کے ذہن سے ٹکرا کر اس سے پریشان کر کے چلے جاتے ہیں۔ کچھ خیالات اسے متاثر کرنا چاہتے ہیں مگر آدمی ہے کہ متاثر نہیں ہوتا، ایسے بھی خیال خیالات میں ہوتے ہیں جو آدمی کو خوش کرتے ہیں اور غم عطا کرنے والے بھی آدمی کو ملتے ہیں متعدد ایسے خیالات بھی موجود رہتے ہیں جو آدمی کو دشت وصحراؤں میں دوڑانے کی سعی کرتے رہتے ہیں۔ خیالات کی یہ محشر خیالی آدمی کو اپنے آپ سے الجھانے کی ترغیب بھی عطا کرتی ہے نیز آدمی کو سلجھانے کا ہنر بھی بخش دیتی ہے۔

خیالات کی دنیا کا یہ سفر آدمی بہر صورت اکیلا یا تنہا ہی طے کرتا ہے اس میں اس کو کسی اور کی ضرورت درپیش نہیں رہتی ہے اس عمل میں ہزار اوہامات، وسوسوں، خدشات، ایقانات، یقین کی تنزلات سے آدمی کو دوچار ہونا پڑتا ہے ان سے پوری طرح دوچار ہو کر آدمی منفی خیالات کو نو دو گیارہ کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے ہم اکثر آدمی کو انجمن سمجھتے ہیں لیکن حق یہ ہے کہ آدمی تنہا ہے

ہے آدمی بجائے خود اک محشر خیال
ہم سمجھتے ہیں انجمن لیکن تنہا ہی صحیح

(غالبؔ)

آدمی کی ذات میں ہزاروں خصوصیات نمایاں ہیں یہ عیب بھی رکھتا ہے

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ان کو چھپانا بھی جانتا ہے۔ یہ اپنے اصلی چہرے پر مصنوعی چہرہ بھی لگا سکتا ہے اپنی شخصیت کو عیب و ہنر کے مجموعے میں بھی تبدیل کر سکتا ہے، ایک آدمی سے جب ملے یہ سوچ کر ملے کہ اس کے اندر کی دنیا الگ ہے اس کے باہر کی دنیا الگ ہے۔ ممکن ہے کہ دونوں میں یکسانیت آجائے اور اندر باہر ایک ہی بن جائے مگر یہ اتفاق سے کبھی ہو سکتا ہے ورنہ حالت بقولِ شاعر یوں ہی ہے ؎

ہر آدمی میں ہوتے ہیں دس بیس آدمی
جس کو بھی دیکھنا ہو کئی بار دیکھنا

(ندا فاضلی)

صورت حال کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آدمی کے اندر ایسی شعائیں فطری طور پر موجود رہتی ہیں کہ یہ اگرچہ ہر کس و ناقص سے ملتا ہے مگر دل یہ گواہی اندر سے نہیں دیتا ہے کہ تمہیں اس سے ملنا چاہئے یا یہ کہ مل کر دل کو کوئی بڑی خوشی یا مسرت حاصل نہیں ہو جاتی ہے بلکہ ایسے اشخاص سے مل کر دل کو ملال ضرور ہوتا ہے۔ دل کا دل سے مل جانا اور آدمی کا آدمی سے مل جانے میں بہت واضح فرق نظر آتا ہے ۔ جب آدمی، آدمی کے ساتھ دل سے مل جاتا ہے تو خوشی کے نغمے موسیقی کا نیا رنگ بکھیر دیتے ہیں جس کی وجہ سے دل کو سکون، تسکین یا شادمانی حاصل ہو جاتی ہے۔ جگر مراد آبادی نے کیا خوب کہا ہے ؎

آدمی آدمی سے ملتا ہے۔
دل مگر کم کسی سے ملتا ہے۔

☆☆

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

نہیں ہے خوشی متاعِ بازار کی پونجی

سنتے ہیں خوشی بھی ہے زمانے میں کوئی چیز

ہم ڈھونڈتے پھرتے ہیں کدھر ہے یہ کہاں ہے؟

تاریخ کے اوراق اپنا جو پتہ رکھتے ہیں ان میں ماضی کا ذکر لفظ ایک دفعہ کے ساتھ ضرور بیان کیا گیا ملتا ہے، ایک دفعہ کا ذکر ہے، کرکے تاریخ میں ہزاروں واقعات ایسے ملیں گے جہاں نفرتوں کی نظر سلطنتیں بھی گئیں ہیں اور دشمنی کی زد میں آکر اپنوں نے اپنوں کو قتل کرکے خود ہی خود کو پھانسی پر لٹکایا بھی ہے، اپنی جان اپنی ہاتھوں سے لی ہے، نفرتوں کے بازار بے بنیاد افواہوں پر گرم کر دئے جاتے ہیں اور سگے رشتوں کو کوسوں دور کر دیا جاتا ہے نیز اس طرح سے محبتوں سے ملنے والی خوشی غائب ہو جاتی ہے جس کو حاصل کرنا انتہائی آسان تھا۔ نہ اس میں بازار کی سودابازی چاہئے تھی نہ ہی اس میں کسی قیمت کو ادا کرنا ضروری ٹھہرا تھا کیونکہ نہیں ہے خوشی متاع بازار کی پونجی اگر ہوتی تو یقینی طور پر سرمایہ داروں کے یہاں ہوتی مگر تاریخ گواہ ہیں اور تحقیق تازہ دم صورت میں وکالت کرتی ہے اس بات کی کہ سرمایہ داروں کو خوشی کے لمحات حاصل کرنے کے لئے موٹی رقمیں خرچ کرکے ادویات خریدنی پڑتی ہیں تاکہ خوشی کے ہارمونز جسم سے خارج ہو سکے اور وہ خوشی کے لمحات چرا سکے۔ بقولِ شاعر

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

تمام عمر خوشی کی تلاش میں گزری
تمام عمر ترستے رہے خوشی کے لئے

(ابوزاہد)

خوشی کی کوئی واضح اور ٹھوس یا جامع شکل موجود نہیں ہے بلکہ یہ ایک نہ دکھنے والی شے ہے جس کا نہ کوئی جسم ہے، نہ حلیہ ہے، نہ رنگ وروپ ہے، نہ شکل ہے نہ ہی کوئی واضح یا ٹھوس وجود ہے یہ زمانے میں کوئی دستور نہیں رکھتی نہ اس کی کوئی ہیئت ہے، نہ کوئی اسلوب، نہ کوئی قانون، نہ اس کا کوئی مکان ہے نہ گھر، اس کی کوئی ملکیت بھی نہیں ہے، اس کی کوئی جائیداد یا جاگیر بھی نہیں ہے یہ جس کو ملتی ہے اس سے سنبھالی نہیں جاتی ہے جس سے نہیں ملتی وہ بیچارہ ابھرنے سے رہ جاتا ہے وہ اس کی تلاش میں نکلتا ہے مگر کہاں مل جائے گا کوئی ٹھکانہ اس کا ہے بھی نہیں، ایک امر حق برمبنی یہ بھی ہے کہ جنہیں یہ شے مل جائے ان سے سنبھالی نہیں جاتی۔ بقولِ شاعر ؎

ایک وہ ہے جنہیں اپنی خوشی لے ڈوبی
ایک ہم ہیں جنہیں غم نے ابھرنے نہ دیا

(آزاد گلاٹی)

ہماری بدنصیبی یہ ٹھہری ہے کہ ہم خوشی وہاں تلاشتے ہیں جہاں وہ نہیں ہوتی ہے، اور جہاں اسکا مسکن ہے وہاں ہم ٹھہرنا بھی گوارا نہیں کرتے ہیں۔ ہر فرد بشر کی خوشی اس کی دنیا کے مطابق موجود ہے اس کے اندر سے باہر تک کے سفر میں اس کی خوشی سفر کرتی رہتی ہے لیکن ہم ایسے بخت کے سیاہ ٹھہرے ہیں کہ ہم کبھی

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

اپنے خوشی کے لمحوں کو سمجھ ہی نہیں پاتے ہیں جن مختصر، معمولی، نظر انداز کئے جانے والے واقعات میں خوشی کا لمس موجود ہوتا ہے انہیں ہم آسانی سے ضائع کر دیتے ہیں جس کا ہمیں احساس بھی نہیں گزرتا ہے۔

ہمارے اس عہد میں مصنوعی رنگ انتہائی درجے پر موجود ہے ہر شے پر فریب کاری کا دبیز غلاف چڑھ چکا ہے یہاں تک کہ حقیقی جذبات کی کارفرمائی پر بھی لوگ خوش نہیں ہے لیکن خوش ہونے کا ناٹک ضرور کریں گے، لوگوں کے قول وفعل میں تضادات کی کیفیات نمایاں نظر آتی ہے کسی کی ہنسی میں چھپے ہزار طعنے پنہاں ہیں، کسی کی باتوں میں تیز اور چبھنے والی خلیش در پردہ ہیں۔ شاعر نے اس تجربے کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے ؎

؎ دلوں میں زخم لبوں پر ہنسی زیادہ ہے
ہمارے عہد میں بے چہرگی زیادہ ہے

☆

؎ سبھی لبوں پر تبسم سجائے ہیں لیکن
جو شہر دل ہے وہاں تیرگی زیادہ ہے

خوشی کوئی دائمی چیز نہیں ہے جو ہمیشہ انسان کو ایک ہی کیفیت میں رکھ سکے بلکہ یہ تغیر پذیر ہے تبدیلی اس کی روح میں موجود ہے یہ شخص کو ایک ہی کیفیت میں نہیں رکھ سکتی ہے بلکہ اس کی تبدیلی، تعمیر وتغیر کا تعلق شخص، اس کی سوچ فکر، حالت، دل کی دنیا اور اس کی باطنی صحت سے براہ راست ہے۔ حقیقی صورت حال کا آئینہ ہمیں یہ دکھاتا ہے کہ خوشی محض ایک کیفیت ہے جو آتی اور جاتی رہتی

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ہے لیکن آپ کو دنیا میں ایسے بھی فرد مل سکتے ہیں جو منظّم طریقے سے ناخوش ہی رہتے ہیں۔ مشہور قلمکار Darius Foroux اپنی تصنیف "What it takes to be free" میں "Short Term Happiness" میں لکھتے ہیں:

" Happiness is a feeling that comes and goes.No one is happy 24/7. But there are people who are systamatically unhappy. There are also people who always find reasons to be happy. No matter what your natural tendency is , it's impossible to be happy all the times..... To be happy, you need to decide to do things that gives you inner happiness"

خوشی کا انحصار فرد کی ذات بالخصوص اس کی اندرونی ذات پر ہے، اندر کے نظام سے ملنے والی خوشی تادیر قائم رہ سکتی ہے جس کا براہ راست تعلق شخص کی سوچ اس کے نظام خیال کی ترتیب سے ہے۔ حالانکہ بہت سے واقعات میں یہ بھی دیکھنے کو ملتا ہے کہ شخص کا باطنی نظام اگر مضبوط ہے تو ظاہری سطح پر یا بیرونی حالات کا اثر ایسے افراد پر کم ہی پڑتا ہے۔ خوشی کا تعلق اگرچہ مادی حالات، وسائل سے ہوسکتا ہے لیکن یہ تادیر یا ہمیشہ رہنے والی خوشی نہیں ہوسکتی ہے اس لئے مثبت رویّوں کے نفسیاتی علوم کی کتابیں بھی یہی رائے رکھتی ہیں کہ خوشی اندرونی نظام سے پیدا ہونے والی تادیر یا دائمی ہوتی ہے۔

☆☆

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

کھلونا ہے جو مٹی کا، فنا ہونے سے ڈرتا ہے

یہاں ہر شخص ہر پل حادثہ ہونے سے ڈرتا ہے
کھلونا ہے جو مٹی کا، فنا ہونے سے ڈرتا ہے
(راجیش ریڈی)

مٹی کی حیثیت رہتی دنیا میں قائم و دائم ہے، مٹی سے انسان کا وجود مقرر ہے۔ اگر مٹی نہ ہوتی تو خدا جانے انسان کس مادہ سے بنتا۔ فرض کریں اگر انسان لوہے کی دھات سے بنتا تو کس قدر مضبوط، سخت اکڑا ہوتا، اگر مان لیا جائے کہ انسان، آدمی محض پانی سے بنتا تو اندازہ کیجیے کس قدر رکیک یا رکیکی پن اس میں آتا، بالغرض اگر یہ انسان پتھر کی دھات سے نکلتا تو کس قدر پتھر مزاجی کا مالک ہوتا نہ خوش ہوتا، نہ مایوس رہتا، نہ اس کی طبیعت سنسان راتوں میں گھبرا جاتی نہ اس کا دل نادان ہوتا، نہ اس سے خدا کسی طوفان سے آشنا کرتا، نہ اس سے کسی دکھ کی دوا درکار رہتی، نہ ہی اس سے کہنا پڑتا لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہیں بہت کام، گویا آدمی کی ہیّت صرف بت کی صورت میں موجود رہتی، بر سبیل تذکرہ اگر سوچا جائے کہ انسان پھولوں کی ساخت یا خمیر سے بنا ہوتا تو چاروں اور مہکتی، مچلتی خوشبوؤں، کھنکتی مدہوش کرنے والے آوازیں ہر سو سنائی دیتی مگر ایسا کسی بھی صورت میں ممکن نہیں ہے کیونکہ کائنات میں موجود علم بہر صورت اس بات پر متفق

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ہیں کہ انسان کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے اور قرآنی آیات میں اس کا ذکر جگہ جگہ موجود ہے۔

سوچنے کی سطح پر اگر یہ تصور قائم ہوتا کہ انسان، آدمی آگ سے بنا ہے تو کس قدر دنیا میں جگہ جگہ انسان انسان کو ہرانے کی خاطر آگ ہی آگ لگا دیتا۔ حقیقت حال یہ بھی ہے کہ جب بھی آدمی غصہ، شرارت کی حالت میں ہوتا ہے تو آگ بگولہ ہوجاتا ہے، آگ دل میں لگ جاتی ہے، آگ سینے میں لگ جاتی ہے، زبان بھی آگ اُگل دیتی ہے، جذبات بھی آگ اُگل دیتے ہیں اور ہر سو آگ پھیل جاتی ہے۔

حق یہی ہے کہ انسان مختلف چیزوں کے اجتماعی عمل کا نتیجہ ہے جس میں بالخصوص خاک رمٹی، پانی اسکے خاکی وجود کو بنانے میں کارفرما ہے جبکہ روحانی وجود کی تخلیق اللہ کے نور سے کی گئی ہے جس میں اللہ کی ذات، اس کا نور موجود ہے۔

حضرت آدمؑ سے تاقیامت تک جتنے بھی انسان دنیا میں پیدا ہوئے، ہورہے ہیں اور ہونگے سب کو فنا کی راہ اختیار کرنی ہے یعنی موت کے ہاتھوں ہلاک ہوجانا ہے جس کا دائمی اصول قائم ومقرر ہے لیکن انسان کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ فانی ہونے کے باوجود بھی یہ فنا ہونے سے ڈرتا ہے جس کا وجود محض ''مٹی کا کھلونا'' ہونا ہی ہے جو مٹی کا ہے، مٹی سے ہے، مٹی کے لئے ہے، مٹی کا ہونے کے باوجود بھی مضبوط ہونے کا دعویٰ ہر وقت کرتا ہے، کچھ طاقت نہ رکھنے کے باوجود بھی طاقت کا دعویٰ کرتا ہے، قلیل علم ہوتے ہوئے بھی علم ہونے کی منادی کرتا ہے، فانی ہونا اس کی حقیقت ازلی ہے لیکن پھر بھی لافانی رہنا چاہتا

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ہے، سانس لینے کی خاطر کمزور ہونے کی صورت میں بھی ہوا میں اُڑتا ہوا نظر آتا ہے، ہر پل، ہر شے، ہر مقام پر محتاجی کے باوجود مختار بنا بیٹھا ہے اتنا ظالم ہے یہ انسان کہ خود اپنا خدا بنا بیٹھا ہے۔ اتنا ہی نہیں اس سے بڑھ کر تو ظلم اپنے آپ پر اس قدر روا رکھتا ہے کہ دوسرے لوگوں پر اپنی ناپائیدار وقتی حیثیت کی آڑ میں مظلوموں کے لئے وبال جان بن جاتا ہے ان کا قافیہ حیات تنگ کرنے کا سامان مہیا کر کے فانی وجود سے لافانی وجود بننے کی تگ ودو میں سفر کرتا رہتا۔ حق تو یہ ہے کہ اس فانی انسان کو اپنے ہونے اور نہ ہونے کے درمیان کے ان خدشوں، اوہامات سے لڑنا تھا جو اس کے اور اس کے خالق کے درمیان حائل رہتے ہیں۔ ا س سے اپنے باہر سے اپنے اندر کی دنیا کو جھانک کر دیکھنا تھا کہ کس قدر اس کا ظاہر اس کے باطن کا عکس پیش کر رہا ہے، کس نوعیت پر اس کا ظاہر خود پر ظالم ہے، کس قدر اس کا اندرون اور بیرون ایک متوازن سطح پر سفر کر رہا ہے، کس قدر وہ اپنے من میں ڈوب کر سراغِ زندگی پا سکتا ہے، کس طرح اس کی ذات کاغذی پیراہن، زیب تن کئے ہوئے ہیں، کیسے اس کا خاکی وفانی حلیہ امر بن سکتا ہے، کون سے تدابیر کر کے وہ باطل کے حصار کو توڑ کر حق کی دنیا میں وارد ہو سکتا ہے، کیسے وہ سمجھ سکتا ہے کہ ''نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا''؟ کب اس کی ذات کو یہ اطلاع مسرت فراہم کر سکتی ہے کہ کھلونا ہے وہ مٹی کا کیوں فنا ہونے سے ڈرتا ہے؟

تصویر کا دوسرا رخ ہمیں یہ بھی بتاتا ہے کہ اس فانی وجود میں اپنے خالق نے اپنے ظہور کی نمایاں اختراعی تخلیقی صلاحیتیں بھی موجود رکھی ہیں تا کہ کائنات کے ذرّہ ذرّہ کو مسخر کیا جا سکے، خدا کی قدرت اسکی شان کریمی کو پہچانا جا سکے جس

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

کی ہزاروں مثالیں ہمارے سامنے سائنسی فتوحات، تخلیقی علوم کی صورت میں موجود ہیں۔مگر سچائی کا یہ عالم ہے کہ ستاروں، چاند پر، اپنی کمندیں ڈالنے والے، سمندروں کی تہہ میں غوطہ زن ہونے والے اس فرد بشر حضرت آدمؑ کی اولاد یا انسان اندر کے سفر سے آشنا ہوتا تو شاید فنا ہونے سے خوف نہ کھاتا۔ بقولِ شاعر

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ایسا
آج تک فیصلہ نفع و ضرر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

(علامہ اقبالؒ)

انسان کی ذات دنیا میں ایک متضاد نظریے کے قائل ہونے کی صورت میں اویزاں ہے جس میں مختلف فلسفہ دانوں کے تحقیقی اصول موجود ہیں انہی نظریات کے نتائج کے طور پر اس انسان کو ویرانوں میں بھٹکنے اور سزا پانے کی شئے قرار دیا گیا ہے۔کسی نظریے کا قول یہ ہے انسان کی حالت محض حصاری ہے وہ حصار ہے فیصلے کا اختیار اس کے ہاتھ میں نہیں ہے، بعض فلسفہ دانوں نے اسے کہا کہ باطن ہی محض آپ کی دنیا ہے اور اس پر ثواب حاصل ہے، چند ایک نے کہا کہ خیالات محض اندرونی دنیا سے وارد ہوتے ہیں جبکہ بیرونی دنیا سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے، کچھ لوگوں کی رائے ہیں کہ کیوں (Why) یا سوال ہی سب سے بڑی

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

طاقت ہے جس کی وجہ سے انسان زندہ رہتا ہے، رہ سکتا ہے، لیکن بعض صاحب علم ودانش کا ماننا ہے کہ کیوں (Why) ہی ہر مسلے کی بنیاد اور حل نہیں ہو سکتا ہے کیوں کی وجہ سے انسان کائنات کے ہر اصول، ہر شئے کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔ لیکن انسان بلالحاظ ملت و مذہب، رنگ و نسل، علم و عقل، فہم و فراست، تجربات و ناتجربات، یقین، دلیل، ثبوت، ٹھوس حقائق، ظاہر وغیب سے پرے ہو کر کے اس بات پر مکمل تائید کرتا ہے۔

اس پر طرۂ یہ ہے کہ ایک فانی وجود موت کی صورت میں خاک کے تلے دفن ہو جاتا ہے اور اس سے دفن کرنے والے لوگ بھی فانی ہے، خاکی ہے جو اس فانی کے قریبی رشتہ دار ہوتے ہیں، دوست احباب، ہم جلیس، ہم پیالہ، ہم نوالہ ہوتے ہیں۔ اس کی موت پر افسوس کرتے ہیں۔ غم سے نڈھال ہوتے ہیں اور پھر اس شخص کو بھول جاتے ہیں جس کو اپنے ہاتھوں منوں مٹی تلے دفن کرتے ہیں۔ اور پھر یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ وہ بھی تو مٹی کے کھلونے ہیں انہیں بھی فنا ہونا ہے اور اس طرح بھول جاتے ہیں کہ جیسے ان کے سامنے، ان کا کوئی ساتھی، رشتہ دار، دوست، احباب مرا ہی نہیں ہے۔ انہوں نے کسی کو دفن کیا ہی نہیں اور اس طرح دنیا کا یہ کاروبار چل پڑتا ہے لوگ پھر جھوٹ بولتے ہیں، دوسروں کا حق کھاتے ہیں، دوسروں پر مظالم ڈھاتے ہیں، خود کو بھول جاتے ہیں، خدا کو بھول جاتے ہیں، اس کائنات کی ابدی و ازلی حقیقت سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں جو ہمیں ایسی صدا دیتی ہیں جو ہمیں ہمارا آئینہ دکھاتا ہے یہ کہہ کر کہ آپ کو خدا کے پاس واپس

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

جانا ہے اس لئے اچھا نہیں ہے کہ آپ جھوٹ بولو، ظلم کرتے پھرو، تکبر کرتے چلو، دوسروں کے حق پر شب وخون مارو، کسی کو بدنام کرتے پھرو، کسی کی تذلیل کرتے رہو، کسی کی غیبت کرتے رہو یہاں تک کہ تہمتیں باندھتے رہو، بدگمانی سے کام لیتے رہو، کمزوروں پر اپنی طاقت کا بے تحاشہ استعمال کرتے جاؤ، اپنے خالق کے تئیں احکامات کی نافرمانی کرتے رہو۔ بلکہ اُپ کے حق میں بہتر یہی ہوگا کہ سب کے ساتھ اچھا سلوک کرو، سب کی مدد کیا کرو، انصاف کیا کرو، رحم دلی سے پیش آیا کرو کیونکہ یہی کچھ آپ کے ساتھ جائے گا باقی سب کچھ چھوڑ کر جانا ہوگا......

سجن رے جھوٹ مت بولو
خدا کے پاس جانا ہے
نہ ہاتھی ہے نہ گھوڑا ہے
وہاں پیدل ہی جانا ہے
تمہارے محل چو پارے
یہیں رہ جائیں گے سارے
اکڑ کس بات کی پیارے
یہ سر پھر بھی جھکانا ہے
بھلا کیجئے بھلا ہوگا
بُرا کیجئے بُرا ہوگا
بہی لکھ لکھ کے کیا ہوگا

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

یہی سب کچھ چکانا ہے
لڑکپن کھیل میں کھویا
جوانی نیند بھر سویا
بڑھاپا دیکھ کر رویا
وہی قصہ پرانا ہے

(شلندر)

☆☆

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

نقلی انتقال سے اصلی انتقال تک

شناخت مٹ گئی چہرے پہ گرد اتنی تھی
ہماری زندگی صحرا نوردانتی تھی

(سلیمان خمارؔ)

''ایک کھنڈر ٹوٹتا ہے اس پر دوبارہ ایک نئی عمارت تعمیر ہو جاتی ہے پھر؟ ایک شناخت مٹتی ہے نئی شناخت بنتی ہے......ہم گُم ہو جاتے ہیں......ہم سے بھی اچھے لوگ اس دنیا میں آجاتے ہیں......کوئی کسی پر مسلط، حاوی یا ٹکا نہیں ہے۔ سب اپنی ضرورت ہیں......''

(افسانہ: بھنور میں ایلس......مشرف عالم ذوقیؔ)

عینممکن ہے کہ موت زندگی سے کہیں زیادہ خوبصورت ہو اتنی خوبصورت کہ بہتر صورت زندگی کی معلوم ہو جائے اور اس معلومیت کے عالم نے ہی تو شخص کو قیدِ حیات میں جکڑ کے رکھا ہے۔ جس کا علم اگرچہ ہر کس و ناکس کو ہے لیکن یقین کرنا مشکل ہے۔

اصل زندگی کے صحیح معنٰی کسی بھی صورت میں عام انسان کے علاوہ کسی فرد کو سمجھ نہیں آسکتے ہیں دنیا میں زندگی بسر کرنا ایک مشکل فن ہے ایسا فن جہاں آدمی کو ضرورت سے زیادہ چالاک، مکار، ظالم، غیرت مند، لالچی ہونا پڑے گا کیونکہ اس عالم میں کبھی عالم کی جیت نہیں ہوئی ہے، کبھی بھی بہادر اپنی جگہ نہیں بنا سکا بلکہ بہادر لوگ موت کا پیالہ ہی پینا پسند کرتے ہیں، ذہین لوگوں کی دنیا کو بھی ضرورت

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

محسوس نہیں ہوتی ہے، تفکر کرنے والے افراد کو عام لوگ یا پبلک کبھی پسند نہیں کرتی ہے کیونکہ عام سطح پر عوام، پبلک کا مزاج یکسان نظریے کا حامل کارفرمارہا ہے جبکہ بہادر، ذہین، مفکرین کے لئے زندگی کی تعبیریں، تفاسیر، تشریحات یقینی طور پر مختلف ہوتیں ہیں۔ ان کے یہاں تفکر، خیالات کی وہ دنیا آباد ہوتی ہے جو سدا بہار، شاداب، رنگین، پرفضا، پرسکون، موت سے پرے ہوتی ہے۔ جس کو کبھی بھی موت نہیں چھو سکتی بلکہ اس کی زندگی، عمر، حیات کو جاودانی نصیب میں آجاتی ہے۔ اور سچ یہ ہے اس کی ساختیں مختلف ہوسکتی ہے جس کا زوال ممکن نہیں جس کا انتقال نہیں بلکہ جس نظریہ 'فن' متن کے خالق کا انتقال ہوجاتا ہے اس سے بعد از مرگ زیادہ یاد رکھا جاتا ہے اور یہی قانون ہے دنیا والوں کا جنہیں جب یاد رکھنا ہے انہیں تب بھولا جاتا ہے اور جب وہ انتقال کرجاتے ہیں تو شدت سے یاد کئے جاتے ہیں مگر وہ شوق رکھتے ایسے حسین فن کا جنہیں جینا آتا تب بھی جب انہیں عذاب سے گزارا جاتا ہے، جب ان پر زندگی کا قافیہ حیات تنگ کردیا جاتا ہے تاکہ وہ مرجائے وہ مر بھی جاتے ہیں لیکن موت سے زیادہ زندہ رہتے ہیں۔ بقولِ شاعر ؎

اس کو رخصت تو کیا تھا مجھے معلوم نہ تھا
سارا گھر لے گیا گھر چھوڑ کے جانے والا

(ندا فاضلی)

☆

میں نے سمجھا تھا کہ لوٹ آتے ہیں جانے والے
تو نے جاکر تو جدائی مری قسمت کردی

(احمد ندیم قاسمی)

Kashmir Treasure Collection Digitization by eGangotri

انسان کی زندگی کا سب سے بڑا اور خوبصورت المیہ تو یہ ہے کہ یہ اپنے وجود سے زیادہ اپنی باہیں یا اپنا سایہ پھیلاتا ہے، پھیلانا چاہتا ہے جس کو بعد میں سمیٹنا نہ صرف مشکل بلکہ اس کی خود کی ذات کے لئے وبال جان بن جاتا ہے وہ سمیٹتا ہے لیکن سمٹ نہیں جاتا ہے وہ باہر سے اندر کی تلاش کرنا چاہتا ہے لیکن جس جال نے اس سے اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے وہ اس سے باہر سے اندر آنے کی کسی بھی قیمت پر اجازت نہیں دیتا اور وہ پھسلتا جاتا ہے اس کے پھیلنے کا ایک عمل یہ ہوتا ہے کہ شخص دنیا سے دولت، زمین ، جائیداد حاصل کرتا رہتا ہے اور محکمہ مال کے قانونی لوازمات کو پُر کرتے کرتے انتقال سے انتقال کا لمبا سفر جاری رہتا ہے اور اس طرح سے انتقال نقل کی ایک خوبصورت کہانی منظر عام پر آجاتی ہے جس سے مذکورہ شخص ایک لقب خاص اپنے سماج میں اپنے تئیں حاصل کر پاتا ہے ۔اس لقب، خطاب کی چاشنی اس سے ابدی انتقال کے تصور سے دور لے جا کر ایسے ویرانے میں پہنچا دیتی ہے جہاں سے واپسی کا سفر محال بن جاتا ہے اور عمر پہنچتی ہیں وہاں جہاں غالب نے یوں کہہ ہمیں حیراں کر دیا تھا۔

ذکر جب چھڑ گیا قیامت کا
بات پہنچی تیری جوانی تک

(غالبؔ)

قیامت کا تصور ہی ایک انسان کی بے پناہ لالچ ، دولت سمیٹنے کی چاہت، اطراف واکناف میں زمینیں جمع کرنا اور بے پناہ مال و جائیداد اپنی وراثت میں نقل کرنا انتقالات کی شکل میں، کو کم کرسکتا ہے۔ لیکن رہتی دنیا میں اپنی خواہشات

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

کا انتخاب ایک مختصر کینواس میں پھیلانا از حد مشکل عمل ہے اس تمام تر تصور میں یا حصولِ مقاصد کی صورت میں شخص جوانی سے نکل کر ایک ایسی عمر میں پہنچ جاتا ہے جہاں سے اب نقل انتقال کی نئی تعبیریں جنم لیتی ہیں ایک انتقال مختلف نقول میں تقسیم ہونا شروع ہو جاتا ہے حالانکہ اس عمل میں بھی متعدد تفاوتیں، ناانصافیاں، بے ایمانیاں، خودغرضیاں یا لالچ کے پہلو نمایاں رہتے ہیں کہ بندہ ایمان کی دولت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور عوامی گفتگو کا مرکز بن جاتا ہے اس گفتگو کی تشکیل بھی نئی نرالی شان دکھاتی ہے اس طرح سے صاحب ثروت جناب کا اگلا پچھلا حساب کتاب کا نامہ اعمال کھنگالا جاتا ہے لوگ خود بندگی کا عمل چھوڑ کر خدا بن کر صاحب انتقال، صاحب ثروت کے حق میں اپنی پسند، ناپسند اور استعداد کے مطابق فیصلے صادر کرتے ہوئے نظر آجاتے ہیں۔ دوسری جانب 'بندۂ خدا' صاحب ثروت اب تڑپ تڑپ کے پناہ کا متقاضی ہے جو اندر ہی اندر احساسِ گناہ کے بوجھ تلے دن بہ دن دبتا جاتا ہے، اس کا ضمیر، اس سے جوانی کا وہ دور یاد کراتا ہے جب وہ بازار خرید و فروخت کا بادشاہ مانا جاتا تھا جب وہ جدھر بھی اپنی نگاہیں اٹھاتا تھا اور جہاں حد نظر ٹھہرتی تھی وہ علاقہ اس کی ملکیت میں شامل ہو جاتا اور قانونِ انتقال کا عمل شروع ہو جاتا انتقال درج کرنے والے افراد، اس سے متعلقہ لوگ صاحب انتقال سے جتنا ممکن ہو سکے وصول کر پاتے تھے اور تعریفوں کے پل باندھتے تھے۔ صاحب ثروت اب خود کے نام مختلف کرائے گئے اپنے نام انتقالات کو ان انتقالات میں تقسیم ہوتے ہوئے دیکھ کر کفِ افسوس ملتا ہوا نظر آتا ہے۔ بقول شاعر ؎

خواب امید تمنائیں تعلق رشتے
جان لے لیتے ہیں آخر یہ سہارے سارے

(عمران الحق)

Kashmir Treasure Collection Digitization by eGangotri

حیران ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں
مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں

(غالبؔ)

انتقال کی ابدی، حقیقی، اصلی صورت اس وقت کھل کر آجاتی ہے جب کسی شخص کو سورج طلوع ہونے سے غروب ہوتے تک زندگی کا مکمل سفر طے کرنا جیسا محسوس ہو جاتا ہے اور وہ اپنی تمام ان اچھی یادوں کو ایک نہایت خوبصورت خیالات کے قالب میں سمیٹنا چاہتا ہے جس سے وہ رہ رہ کر لذت کوش ہونا چاہتا ہے لیکن دنیا ہے جس کا کیا کیجئے کہ کسی کو بے داغ نہیں چھوڑتی کسی کو کسی کا رہنے نہیں دیتی، کسی کو کسی کا دوست بنا بیٹھتی ہے کسی کو دوستی کی آڑ میں دشمن بناتی ہے، کسی کو باعزت طور پر رہائی دلاتی ہے، کسی معصوم کو بے گناہی کی سزا دلواتی ہے، کسی کو بے پناہ جرائم کرنے کے باوجود بھی جیت کا سہرا پہنا دیتی ہے، کسی کو کسی کا خونِ ناحق کرنے پر اکساتی ہے، کسی کو کسی کا ہمدرد بنا دیتی غرض ہر اس شئے، چیز کا حلیہ بگاڑ کر رکھتی ہے جس کا حلیہ عالمِ بقا میں سالم تھا لیکن عالمِ فنا میں آتے ہی اس کی ساخت، ساکھ، ہیت تبدیل ہو کر رہ جاتی ہے۔ اس عالمِ فنا میں رہ کر انسان یقینی طور پر صد فی صد فنا ہو کر رہ جاتا ہے شاعر کے بقول

اس عالمِ ناپائیداری کی یہ حقیقت عیاں ہے کہ یہاں کسی کو بھی ثبات ممکن نہیں ہے نہ ہی کسی کو اس بات پر گماں رہنا چاہیئے کہ سب کچھ اس کی خاطر ہے، اسی کی وجہ سے دستیاب ہے یا اگر وہ نہ ہوتا تو کچھ کام خیر کا ہو ہی نہیں سکتا یا میری وجہ سے ہی دنیا کا نظام قائم ہے یا یہ کہ اگر ہم نہ ہونگے تو دوسروں کی زندگی میں

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

مشکلات پیش آسکتی ہے یا اس کائنات کا کاروبار ٹھپ ہو کر رہے گا، حالانکہ ہم اپنے سماج میں ان افراد کی کثیر تعداد بھی دیکھتے ہیں جن کا گمان یہی ہوتا ہے کہ ''ہم ہیں تو کیا غم ہیں'' جبکہ حالات اس کے برعکس اپنا آئینہ یوں دکھاتے ہیں کہ'' وہ ہیں تو ہی یہ غم نہیں'' یہ پریشانیاں ہیں بقولِ شاعر ؎

چمن میں اختلاط رنگ و بو سے بات بنتی ہے
ہم ہی ہم ہیں تو کیا ہم ہیں تم ہی تم ہو تو کیا تم ہو

☆

اندھیری رات طوفانی ہوا ٹوٹی ہوئی کشتی
یہی اسباب کیا کم تھے کہ اس پر ناخدا تم ہو

(سرشار سیلانی)

زندگی بہت خوبصورت بن جائے گی اگر ہر فرد اپنی ذات کو سمیٹ کر رہے گا، اپنے وجود کی باہیں اسی قدر پھیلائے گا جس قدر اس کا قد پھیلا ہوا ہو، اپنی سوچ کا تعین کریں کہ کیا سوچنا ہے کیا نہیں سوچنا ہے، اپنے حلقہ دام کا انتخاب کریں، کہ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا ہے، کس قدر لوگوں سے تعلقات استوار کرنے ہیں، کس قدر محبت کی خریداری کرنی ہے اور کس قدر نفرت کی وادی میں خرید و فروخت روا رکھنی ہے، یا کس قدر حسد، بغض، کینہ پروری، بدگمانی سے خود کو پاک رکھنا ہے۔ کیونکہ زندگی کی اصلی نیز ازلی سچائی، حقیقت یہی ہے کہ انسان کو موت آنی ہے اور موت کے بعد اس کے نام جو دائمی انتقال ہوگا وہ محض ''No man's land'' کی طرح دو گز زمین کا ہی ہوگا جس کا المیہ یہ ہے ان دو گز زمین کے ٹکڑوں کا انتقال کوئی بھی

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

شخص اپنے نام نہیں کراتا ہے جبکہ سعادت حسن منٹو کا یہی کتبہ ایک دائمی پیغام عالمِ انسانیت کے لئے ایک مشورہ ہے:

''یہاں سعادت حسن منٹو دفن ہے۔ اس کے سینے میں فن افسانہ نگاری کے سارے اسرار و رموز دفن ہیں۔ وہ اب بھی منوں مٹی کے نیچے سوچ رہا ہے کہ وہ بڑا افسانہ نگار ہے یا خدا!!''

☆☆

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

فرق جو آجائے سوچوں کے درمیاں میں !!

دلوں میں فرق ہے تو گفتگو سے کچھ نہیں ہوگا
چل اُٹھ تشنہ لبی جام سے کچھ نہیں ہوگا

(شجاع خاورؔ)

کٹی ہے عمر بس یہ سوچنے میں
مرے بارے میں وہ کیا سوچتا ہے

(فہمی بدایونی)

فرق کی بنیاد اسی چیز پر مبنی ہے کہ کچھ فرق ہے اور فرق ہی ایک شخص کو دوسرے شخص سے مختلف قرار دیتا ہے اسی فرق سے حق اور باطل کا تعیّن ممکن ہے۔ سچ اور جھوٹ کی تمیز بھی اسی فرق سے ہوتی ہے۔ فرق نہ ہوتا تو زندگی کا رنگ پھیکا پڑ جائے گا۔ فرق نہ ہوتا تو ابنِ آدم کو جنت سے نہ نکلنا پڑتا، حضرت یعقوبؑ کی اولادیں یوسفؑ اور خود کے درمیان فرق نہ کرتے تو زلیخا کا عشق سامنے نہ آتا، فرعون اور حضرت موسیٰؑ کے درمیان ایمان اور سوچ کا فرق نہ آتا تو فرعون تا دم قیامت تک عبرت کا نمونہ بن کر نہ رہ جاتا غرض فرق لازم ہے اور اس کا التزام کب اطلاقی ہوتا ہے اس کا مخالف اور مخالف الیہ کے حد اختیار میں ہے فرق کیجئے کیونکہ زندگی کی تگ و دو میں فرق اہمیت کا حامل ہے فرق متعدد جگہوں

Kashmir Treasure Collection Digitization by eGangotri

پر ضروری ہوتا ہے اور کہیں جگہوں پر غیر ضروری ثابت ہوتا ہے فرق سے تب فرق پڑتا ہے جب یہ حائل ہو جائے سوچوں کے درمیان میں سوچوں کے درمیان فرق آجائے تو اختلاف اور مخالف جنم لیتی ہے اختلاف اور مخالفت مختلف سطحوں پر تعمیری سوچ کو فروغ بخشتی ہے لیکن عمومی سطح پر قوموں، ملکوں، خاندانوں، دوستوں، بھائیوں کے درمیان فرق کو تخریبی سطح پر استعمال کیا گیا ہے۔ جس سے دستار، عزتیں سرعام نیلام کی گئیں، تذلیلیت کے اعلیٰ نمونے پیش کیئے گئے، فرد کی ذات کو الف ننگا کر کے رکھا گیا، مخالفیں اور مخالف المیہ کی کس کر خبر لی جاتی ہے اور اس عمل کے دوران نہ جانے کیا کیا کہا جاتا ہے، کیا کیا جاتا ہے اور سہا جاتا ہے بقولِ شاعر ؎

میر صاحب زمانہ نازک ہے
دونوں ہاتھوں سے تھامیے دستار

(میرؔ)

فرق کا فرق کی خاطر پیدا ہونا محض ایک اتفاق نہیں ٹھہر سکتا ہے بلکہ اس کی پیدائش سے ہزار ہا امکانات تلاشے جاسکتے ہیں۔ فرق بنیادی طور پر ایک حد فاصل ہے جہاں سے راہیں متعین ہو جاتی ہے کہ اس لکیر سے آگے جانا ایک شخص، فرد کے لئے سمِ قاتل بن سکتا ہے۔ فرق کرنا، فرق رکھنا، فرق سے دیکھنا بھی اہم اور ضروری ہے۔ فرض کریں ایک شخص کو اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ لوگ اس کے متعلق کیا سوچتے ہیں، کہتے ہیں حق تو یہ ہے کہ کہنے والا یہی یقین رکھتا ہے کہ اس کی باتیں سُننے سے شخص مذکور ردِ عمل ظاہر کرے، ذہنی سطح پر پریشان

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ہو جائے مگر شخص پریشان نہیں ہوتا ہے بلکہ اپنی صلاحیت، سوچ، دانش وفکر سے کام لیکر کہنے والے کو بغیر بتائے یہی جواب دیتا ہے کہ مجھے واقعی کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ اس کے قول کا مدعا و مقصد یہی ہے:

"ہر لفظ، ہر شخص جواب کا مستحق نہیں ہوتا کیونکہ فرق صرف ترجیحات کا ہوتا ہے۔"

اپنی ترجیحات میں فرق رکھ لیجئے کیونکہ فرق رکھنے سے ہی آپ کی شخصیت کا اندازہ ہو جائے گا آپ کا قد معلوم ہوگا، آپ کی سوچ کا انفراد کھل جائے گا، آپ کے خیالات کا علم سامنے آئے گا، آپ کی آزادی پنپ جائے گی، آپ کی کامیابی کا دروازہ کھل جائے گا، آپ کے نظریے کو وسعت مل جائے گی، آپ کی فکر، دانش، اجتہاد، کشمکش کو اڑان مل جائے گی، آپ کا بنیادی نصب العین قائم ہو جائے گا اور آپ اپنی جنگ خود سے بہتر لڑ پائیں گے تب آپ کی مخالفت کی ظاہری، بیرونی طاقتیں آپ سے ہار جائیں گی کیونکہ یہی قدرت کا قانون ہمیں سکھاتا ہے کہ جب تک آپ اپنی اندر صلاحیتوں، لیاقتوں، کمزوریوں کو جان نہیں پائیں گے آپ اپنی جگہ بنانے میں کامیاب نہیں ہو سکتے ہیں۔

کب تک رہوں میں خوفزدہ اپنے آپ سے
اک دن نکل نہ جاؤں ذرا اپنے آپ سے
جس کی مجھے تلاش تھی وہ تو مجھی میں تھا
کیوں آج تک میں دور رہا اپنے آپ سے

(حمایت علی شاعر)

ایک فرد کو دوسرے فرد سے اس کے خیالات، اس کی سوچیں ہی الگ کر سکتی ہیں

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

، دنیا میں جو بھی دوست داریاں وجود میں آ جاتی ہیں وہ سوچوں کی یکسانیت کی بدولت آ جاتی ہیں اور جو دشمنیاں، اختلافات سامنے آتے ہیں وہ بھی سوچوں کے فرق سے ہی آتی ہیں ہاں یہاں اس بات کا ذکر بھی لازمی بن جاتا ہے کہ متعدد اوقات میں دشمنیں، رنجشیں، ذاتی معاملات و مسائل کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہیں ان کا نظریاتی یا فکری اختلافات سے کوئی دور دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا ہے ان کی بنیاد محض جاہلانہ تصورات پر ہوتی ہیں جس کا ذکر کرنا اس تحریر کا مدعا و مقصد نہیں ہے۔

فرق جب سوچوں کے درمیان میں حائل ہو جائے تو باتوں کو سنبھل سنبھل کر ادا کرنا پڑتا ہے ان حالات میں بھی سنبھل سنبھل کر ادا کرنے والا معاملہ آپ کے گلے کی ہڈی بن سکتا ہے آپ اگر پھول مالاؤں کا ذکر کریں گے تو مختلف سوچ رکھنے والے اپنی طاقت کے مطابق اسے خار والا ہار ہی تسلیم کروائیں گے اور آپ اپنا سچ بھی ثبوتوں کے ساتھ ثابت کرنے سے قاصر ہو جائیں گے۔

سوچوں کے درمیان آنے والا فرق ہمیشہ اختلاف رائے کو جنم دے سکتا ہے مگر اختلاف رائے کا احترام کرنا ہی، عقلمندی کی علامت ہے، اختلاف رائے رکھنے کے باوجود مخالف کی عزت کرنا اعلیٰ انسان کی پہچان ہے رائے اپنی جگہ اور احترام اپنی جگہ ایک مقدّم حیثیت کا مالک ہے۔

فرق کا سوچوں کے درمیان میں آ جانے کا ایک مطلب یہ بھی نکالا جا سکتا ہے کہ لوگ ایک دوسرے کی راہوں سے الگ فکر رکھنے کے قائل ہیں جو دو علحیدہ راستوں کا انتخاب کر رہے ہیں اور اس انتخاب کا بہترین انتخاب یہی ہے کہ راہیں علحیدہ کی جائیں اگر ملنا ضروری ہیں تو سرحدیں کھینچی جائیں تاکہ روابطہ میں

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

حد فاصل رہے، سوچوں میں انفراد کا تقدس قائم ودائم رہے اور اس طرح مخل ہونے کی صورت سے بچا جاسکتا ہے۔ ترسیل کا مضمون جس سے ماہر نفسیات ''سبجیکٹ آف کنورسیشن'' کہتے ہیں کو قائم کیا جانا چاہیے تا کہ سوچنے کی دھاریں، لہریں، موج زن ہو بھی جائے اور ایک دوسرے سے ٹکرائیں بھی نہیں۔

سوچوں کا فرق وہاں مٹ جاتا ہے جہاں آپ کے قریبی دوست آپ سے ہمکلام ہو جاتے ہیں اور جہاں گفتگو، تعلقات، ترسیل کے درمیان ترسیل مضمون قائم نہیں رہتا ہے بلکہ آپ کی یہ بات چیت سبجیکٹ آف کنورسیشن کی محتاج نہیں رہتی ہے اور مخاطب و مخاطب الیہ کی یکسان مزاجی کا عالم یہ ہوتا ہے بقولِ شاعر ؎

سنا ہے ایسے بھی ہوتے ہیں لوگ دنیا میں
کہ جن سے ملئے تو تنہائی ختم ہوتی ہے

(افتخار شفیع)

گویا جب آپ کے سوچنے کا انداز ایک جیسا ہوگا، آپ کا تخیل ہموار ہو، آپ کے خیالات ایک دوسرے کے پسندیدہ ہو، آپ کے حالات کا موسم یکسان فضائیں بکھیر رہا ہو تو آپ کی کمیونکیشن ایک دوسرے کی ضرورت ہے آپ کا تخیل ایک دوسرے کا ہم سفر ہے، آپ کو ایک دوسرے سے ملنا چاہئے یقینی طور پر آپ سکون حاصل کر پائیں گے کیونکہ آپ دونوں کی تخیل کی لہریں ایک دوسرے سے ٹکرانا چاہتی ہے اور اس ٹکراو کا نتیجہ محبت، شفقت، ہمدردی کا جذبہ نیز اسکی تشفی کی صورت میں نکلے گا۔

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

پھر بھی مجھ جیسے آدمی کے لئے
کوچہ جاں میں روشنی کے لئے
ابن آدم کی بہتری کے لئے
دوست سچ مچ بہت ضروری ہیں

(شکیل جمالی)

ہر ایک انسان گفتگو کے دوران ایک سماجی نقاب یا لفظوں کے ماسک پہن رکھتا ہے۔ ترسیل کے دوران شخص ہر اس عمل سے اجتناب کرتا ہے جس سے مخاطب الیہ کو دکھ ہو سکتا ہے، مخاطب الیہ پریشان ہو سکتا ہے ورنہ یقین مانیے مخاطب کے دل میں مخاطب الیہ کے متعلق کیا خیالات ہیں اسی طرح مخاطب الیہ کا نظریہ مخاطب کے بارے میں کیا ہے اگر اس سے من وعن دونوں پیش کرتے ہیں تو ایک دوسرے کو قتل کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے لیکن اخلاقی اسباق میں ان امور سے منع کیا گیا ہے اور زبان دانی لسانیاتی عمل سے ہی اس صورت حال سے نجات حاصل کر سکتے ہیں لفظوں کا ہیر پھیر پوری سچویشن کو تبدیل کر کے رکھتا ہے۔ بقول

Ichiro Kishimi

" We choose our subject of conversation , our attitudes and our words, all of us interacts with our friends while wearing a social mask .... we wear the mask to prevent needless conflict from arising and to prevent the relationship from falling apart. If we don't do that society won't

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

operate" (The Courage to be happy .
Page 170

سوچوں کے درمیان فرق روا رکھنا اس لئے بھی ضروری ہے کیونکہ ہر شخص ہر شخص کا خیر خواہ نہیں ہوسکتا ہے آپ کی زندگی میں ایسے بھی لوگ موجود ہونگے جن کی زندگی کا بنیادی مدعا یہی ہوگا کہ آپ کو پریشان کیا جائے، آپ سے آپ کی خوشی چھین لی جائے، کہ آپ کا کوئی کام ٹھیک نہ جائے، کہ آپ زندگی میں کامیاب نہ ہوسکے، کہ آپ کا ذہنی سکون برباد ہوجائے یا آپ کی سوچیں مثبت نہ رہے بلکہ آپ ان کی سوچ خود پر لاگو کریں، آپ وہ سوچیں جو وہ چاہتے ہیں یقین مانیے اس دنیا میں آپ کو وہ لوگ کم ہی ملیں گے جو آپ کی کامیابی، ترقی، بالیدگی کو کھلے دل سے قبول کریں گے اور کثیر تعداد میں ایسے ہمدرد بھی ملیں گے جو آپ کی بربادی پر خوش ہوجائیں گے اور آپ کی ترقی، کامیابی پر ان کے دلوں میں کانٹا چبھ جائے گا، وہ پریشان ہوجائیں آپ کو خوش دیکھ کر، وہ اپنا ذہنی سکون کھودیں گے آپ کو ہشاش بشاش دیکھ کر لیکن آپ کو قسم ہی اپنی کامیابی کی انہیں ناخوش ہونے دیجیے اور آپ خوش رہے انہیں یہ دعا دیتے ہوئے:

میرے خدا انہیں فردوس میں جگہ دینا
جو مر گئے میرا جینا حرام کرتے ہوئے

☆☆

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

اگر لفظ نہ ہوتے تو!!!

لفظ کافی نہیں ہے سفر کے لئے
اس دیارِ سخن میں گزر کے لئے
عاجزی چاہیے آگہی چاہیے،
دردِ دِل چاہیے چشمِ تر چاہیے،

(عرفان ستّار)

انسانی وجود ایک اجتماع ہے جس میں گوشت پوست کے علاوہ اس کا باطنی وروحانی وجود کارفرما رہتا ہے ان سب کا ایک تخلیقی عمل بھی موجود رہتا ہے جس سے سوچوں کا ایک لامحدود سلسلہ جنم لیتا ہے اس سلسلہ کی پہلی کڑی خیال ہے۔ خیال ہر اس فکر، سوچ، کا نام ہے جو ذہنی عالم کے اندر ایک نامعلوم خاکہ تیار کرتی ہے۔ اس خاکے یا خیال کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جس چیز کی ضرورت درپیش رہتی ہے اس کو لفظ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ لفظ کی اہمیت، افادیت، ضرورت کا انحصار خالق کائنات نے سب سے پہلے خود متعین کئے ہیں۔ دنیا کا پورا نظام کُن سے فیکون کے لفظوں کے اجتماعی عمل پر مبنی ہے۔ یعنی لفظ معنٰی کا مجموعہ ہے اور حروف کا اجتماع۔ لفظ ہی سے دنیا کی تخلیق کا علم سامنے آتا ہے اگر لفظ پیدا نہ ہوا ہوتا تو شاید ہی دنیا کا کوئی معقول، پائیدار وجود ہوتا نہ ہی حمد کی اتنی تشریحات،

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

تاریخ، اہمیت، ضرورت، برکات کا بیان ہوتا اور نہ ہی بندہ خدا گناہ اور ثواب کے درمیان معلق رہتا۔

لفظ کی ذات کا ایک وجود لسانی دنیا میں قائم ہے، دوسری حیثیت اس کی لغوی زبان میں قید ہے، تیسری صورت حال اس وقت پیدا ہوتی ہے جب لفظ سماجی خدو خال کا چولا پہن کر جلوہ گر ہو جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر لفظ کی صورت حال اس وقت قابل دید ہوتی ہے جب اس کا لباس سیاسی حلیہ پہن کر سرخیوں کی نظر ہو جاتا ہے مگر سب سے دلچسپ اور قابل دید و قابل تعریف اور خوش کن حالات اس وقت سامنے آتے ہیں جب لفظ کو لفظوں کے سوداگر تخلیقی پیراہن پہنا کر ادب پارے یا فن پارے میں نئے مفاہیم، نرالے معنٰی بخش کر اس سے تا ابد امر کر کے زبان زد عام قبولیت کی سند عطا کرتے ہیں ۔

اٹھا لایا کتابوں سے وہ اک الفاظ کا جنگل
سنا ہے اب میری خاموشیوں کا ترجمہ ہوگا۔

(نفس انبالوی)

جب خیالات کی ترسیل مقصود ہو تو لفظ ہی ایک ایسی اکائی ہے جس کی بدولت ہم خیالات، جذبات، احساسات کو زبان بخش دیتے ہیں اور جواباً کبھی لفظ ہی سے مدد ملتی ہے۔ سائنس کی دنیا میں لفظ ایک تجربات کی کائنات قائم کر جاتی ہے یہاں کے اسباق میں شمع لفظ سے روشنی مقصود ہے جبکہ ادبی دنیا میں شمع خوبصورتی، ایثار، جذبہ، حوصلہ کی دلیل ہے۔ تجربات کے اسباق میں لفظوں کا یہ کمال ہے کہ لفظ مشاہدات، خیالات کے ایسے عالم سے شخص کو متعارف کراتی ہے کہ آدمی

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

زمین سے چاند تک کا سفر طے کرنے کی ٹھان لیتا ہے اور یقین کے مراحل سے گزر بھی جاتا ہے زمین کے اندر سے سمندروں کی تہوں سے اور چاند ستاروں کی کھوج بھی انسان کو کراتا ہے۔

کھول آنکھ زمین دیکھ، فضا دیکھ، فلک دیکھ
مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ۔

لفظوں کے استعمال کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ جب یہ آسمانی کتابوں سے سفر کریں تو ہدایت، تلقین، اصلاح، دعوت، نصیحت، بن جاتے ہیں۔ جب لفظ قانونی کتابوں کے ذریعے پیش کئے جاتے ہیں تو انصاف، عدل، رحم، گواہی، قصور، بے گناہی، مجرم، قتل، تفتیش، واردات، واقعات، احکامات، کی دلیل بن جاتے ہیں۔ یہی الفاظ جب تعلیم کے اسباق کے ذریعے سامنے آتے ہیں تو سبق اخلاق، تربیت کا وسیلہ بن جاتے ہیں یہی الفاظ جب شیکسپیئر کی زبان سے ادا ہو جاتے ہیں تو فن کا اعلیٰ نمونہ بن جاتے ہیں۔ ورڈس ورتھ کی زبان سے لفظ رقص کرتے ہوئے نظر آجاتے ہیں، جان کیٹس کی زبان سے لفظ ادا ہوں تو ہواؤں میں رومانی فضائیں نظر آتی ہیں۔ غالبؔ کی زبان میں لفظ ادا ہو جائے تو شاعری بن کر کہتی ہیں تمہیں بتاؤ کہ انداز گفتگو کیا ہے؟ مومنؔ کی زبان سے لفظ ادا ہو جائے تو راز و نیاز یا نازک اندام جذبہ ابھر کر آئے، فیضؔ کی زبان سے لفظ، کلام سنئے تو انقلاب آفرین صدائیں ہر سو گونجتی معلوم ہو جائیں گی، فراقؔ لفظ بولے تو ساحری ہو جائے حسرت موہانی کی زبان سے اگر کلمہ ادا ہوں تو لفظوں کی ایک روشنی بکھر جائے، مجروح سلطانپوری کے یہاں لفظوں کا انتخاب ایک محبت بھری

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

فریاد کہلائی جا سکتی ہے، گاندھی جی کی زبان سے جب لفظ ادا ہو جاتے تھے تو نرمی و رحم دلی کے جذبے رقصاں نظر آتے تھے، اے پی جی ابوالکلام آزاد جب لفظوں کو ادا کرتے ہیں تو قومی ترقی کا نعرہ بن جاتا ہے۔ پروین شاکر لفظ کے انتخاب میں محبت، نغمہ خوانی کا سنگم ہے۔ محشر آفریدی کے یہاں لفظ محشر خیالی بن جاتا ہے۔

الطاف حسین حالیؔ کی شاعری کا مطالعہ کریں تو لفظ نصیحت بن کر سامنے سے گزر جائے گا۔ ایڈیسن نے جب لفظوں کا استعمال کیا تو سائنسی تجربہ بن کر بلب کا لفظ ایجاد ہوا، اسحاق نیوٹن کے ذہن سے سیب کے گر جانے کا عمل کشش ثقل کے لفظ کا نام حاصل کر گیا، میر تقی میرؔ کی شاعری میں لفظوں کا انتخاب درد و غم والم یا مصائب کی داستان بن کے رہ گیا۔ لفظ جب بزنس مین کی زبان سے ادا ہوں تو تجارت بن جاتی ہے، لفظ جب ڈاکٹر تحریر کرے تو دوائی یا موت کی سند بن جائے گی، لفظ جب مفکرین ادا کریں تو زبان فلسفیوں، علماء، دانشوروں کی معلوم ہو جاتی ہے۔ سپاہی سرحد کی حفاظت کے دوران لفظوں کو استعمال کریں تو رکھوالی، حفاظت کی ضمانت ثابت ہو جائے گی۔ لفظ جب جوانوں کی زبان سے ادا ہو جائے گا تو نوعمری کا پختہ ثبوت سامنے ہوگا۔

خواتین یا دوشیزاؤں کی زبان سے لفظ ادا ہوں تو انداز بیان کا نیا رنگ بن جاتا ہے، اقبال بولے تو لفظ جذبوں کی حرارت بن جائے، احمد فرازؔ کی زبان سے لفظ ادا ہوں تو پھول جڑتے ہیں، بشیر بدر لفظ بولے تو شاعری کی زبان معلوم ہوتی ہے، ابوالکلام آزادؔ کی زبان سے لفظ ادا ہوں تو فلسفہ بن جائے، سرسید کی زبان سے لفظ ادا ہوں تو خوبصورت نثر بن جائے۔

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

گنجینۂ معنی کا طلسم اس کو سمجھیئے
جو لفظ کہ غالبؔ میرے اشعار میں آئے
(غالبؔ)

لفظوں کو لفظوں سے مارا جاتا ہے، لفظوں کو لفظوں سے جیتا بھی جاتا ہے، لفظ محبت کی داستاں ہے، لفظ دشمنی کی تاریخ ہے، لفظ نفرتوں کو چاہے تو پال سکتا ہے، لفظ محبت کے پھول خرید کر گلدستہ کی شکل اختیار کرتا ہے، لفظ شخص کے ہاتھوں میں قلم تھما کر روشنی کے جوہر بکھریں تو استاد بن جاتا ہے، جب شخص کے ہاتھوں میں نسخہ تحریر کرنے کا ہنر آئے تو لفظ ڈاکٹر بن جاتا ہے، جب فن کار کے ہاتھوں سے خوبصورت تصویر بن جائے تو لفظ بول اٹھتا ہے مصوّر ہے، جب ہواؤں میں فضاؤں سے ابُر سے نکل کر فلک کی تہوں میں ہوائی جہاز لہرا لہرا کر سفر کرتا ہے تو لفظ بول پڑتا ہے ہوائی جہاز میں پیلاٹ ہے۔

لفظ کا یہ کمال ہے کہ زبان سے نکلتے ہی شیرینی بھی بکھر سکتا ہے، محبت کے جذبات کو ابھار سکتا ہے، دوستانہ فضائیں کم مدت میں بکھیر سکتا ہے، صورت حال کو بدلنا چاہئے تو شاعروں سے رابطہ کریں لفظ بغاوت، جنگ کو بھلانے کا ہنر رکھتے ہیں

تمہارا حسن ویسے بھی حسینوں کا قاتل ہے
اگر تم مونچھ رکھ لیتے قیامت ہو گئی ہوتی
ذرا سی گفتگو سے ہو گئے دوست ہم دونوں
ذرا سی دیر رُک جاتے محبت ہو گئی ہوتی
(نغمہ صاحبہ)

لفظ نہ ہوتے تو گفتگو کا سلسلہ بھی جنم نہ لیتا، راز و نیاز کا بھی اظہار ہونے سے رہ

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

جاتا، نہ دکھ کو زبان ملتی، نہ درد کا کوئی مداوا ہوتا، نہ زخم کو مرہم ملتا، نہ زندگی کو موت کا مطلب سمجھ آتا اور نہ ہی موت زندگی کو ہراساں کرتی، آنکھوں سے بہتے درد کو آنسوں کا نام نہ ملتا، دل سے نکلی ہوئی آہ کو اثر نہ ملتا، رب کے حضور پیش کی جانے والی گزارشات کو دعا کا نام نہ ملتا، آدمی آدمی سے شاید کبھی نہ ملتا لیکن اگر مل بھی جاتا تو پہچان نہ پاتا، سمجھ میں نہ آتا مگر اللہ کا انتہائی احسان اور کرم ہیں انسانوں پر کہ ہمیں زبان دی، لفظ دئے ان کے معنٰی سکھائے ان کے استعمال کرنے کے طور طریقوں سے واقف کردیا، یہاں تک کہ انسان کو عقل سلیم عطا کر کے مختلف فنون، تخلیقی صلاحیتیں عطا کردیں اور انسانوں کو لفظوں کا خوبصورت ترین استعمال کرنا سکھایا۔ یہاں تک کہ لفظوں کے پیراہن کو وسیع سے وسیع تر سطح تک بیان کرنے کی اور معنٰی نکالنے کی فراست عطا کی ۔

کسی کی گفتگو سے اس کی نیت جھانک لیتی ہے
کسی سے مل کے اس کے شجرے کا اندازہ ہوتا ہے
(نغمہ صاحبہ)

اگر لفظ نہ ہوتا تو یہ کائنات بھی معرض وجود نہ آئی ہوتی نہ خدا ہی ہوتا نہ خدا کی خدائی اور نہ اس کے بندے اس کی تعریف کر سکتے نہ ہی خدا اپنی بڑائی پیش کرتا اور کوئی بھی بندہ خدا حق و باطل کے میدان جنگ کا سپاہی نہ بن پاتا۔

☆☆

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

جب لفظوں کی موت ہو جائے

بند رہتے ہیں جو الفاظ کتابوں میں صدا
گردش وقت مٹا دیتی ہے پہچان ان کی

☆

لفظوں کو احتیاط سے لانا زبان پر
واپس نہ تیر پلٹیں یہ نکلے ہیں کمان سے

(قاضی راشد)

موت لازم ہے ہر شئے کی دنیا میں جس نے زندگی کو معنٰی بخش دیے ہیں ۔زندگی اور موت کی حد فاصل مقرر ہے۔ جب یہ فرق مٹ جائے گا تب زندگی کو موت کے حوالے ہونا پڑے گا اور زندگی کا کامیاب دفتر خالی رہ جائے گا۔

جیتے جی اگر زندہ رہنے کی کوشش کو موت آجائے تو کشمکش میں مزید شدت آسکتی اور یہ طے ہونا کہ دونوں کے درمیاں شکست کس کو ملے گی اور جیت کون جائے گا کا فیصلہ بھی کوشش کی زور آزمائی سے ہوگا۔

انسان دنیا کی رزم گاہ کا وہ سپاہی ہے جس سے نت نئے دن، نئے عزم ،نئے حوصلے، طاقت، توانائی سے خود کو جمع کرنا پڑتا ہے سمیٹنا پڑتا ہے اور اس عمل کے دوران اسکی جنگ خود سے شروع ہوتی ہے گویا ہر شخص کو سب سے پہلے اپنے

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ہی وجود سے متصادم ہونا پڑتا ہے:

" Every day there is a war inside your mind : A war between you and yourself! One side of you may defeat the other side of you"

(War with your self by Mehmet Murat iidan)

حق اور باطل کی یہ جنگ بیرونی دنیا کے ساتھ ساتھ انسان کی باطنی دنیا میں انتہائی شدت، طاقتور انداز میں تا ابد جاری وساری ہے اب یہ انسان کی ذہنی صلاحیت، اس کے سوچنے کے انداز، اس کے رویوں اس کے حوصلوں پر مبنی ہے کہ کامیابی کس کو نصیب آتی ہے۔ اس جنگ و جدل کے درمیان ہتھیاروں کی صورت میں لفظ یا الفاظ نیز جملے اپنا کام ادا کرتے ہیں اس اعتبار سے لفظ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے اس صورت حال کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اگر لفظ مر جائے، اسکی معنوی حیثیت ختم ہو جائے تو ان حالات میں انسان کو کیا کرنا چاہئے لفظ کے مر جانے سے مراد یہ بھی ہے کہ اگر لفظ اپنا معنوی وجود کھو بیٹھے اپنے معنوی وجود کا اثر زائل کر جائے تو ان حالات میں کیا کیا جانا چاہیے؟ لفظ کے مر جانے سے کائنات کا وجود بے معنیٰ ہو کر رہے گا، ہم جنسوں کے درمیان تعلقات، رشتے ختم ہو جائیں گے اور اس طرح لفظ اپنی حیثیت، قدر پہچان کھو جائیں گے۔ ان کے معنی کھو جانے سے مراد یہ ہے کہ انسان جس کی پہچان، شناخت ان ہی لفظوں سے ممکن ہے، بھی کھو جائے گا۔ اس کو اپنے ہونے کا احساس کہاں سے ہوگا، کون اس کو یہ اور کیسے یقین دلائے گا کہ وہ ہے اور زندہ بھی ہے:

''الیاسف نے افسوس کیا اپنے ہم جنسوں پر، اپنے آپ پر اور لفظ پر۔ افسوس ہے ان پر بوجہ اس کے کہ وہ لفظ سے محروم ہو گئے۔ افسوس ہے مجھ پر بوجہ اس کے کہ لفظ میرے ہاتھوں میں خالی برتن کی مثال رہ

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

گیا اور سوچو تو آج بڑے افسوس کا دن ہے کہ آج لفظ مر گیا اور
الیاسف نے لفظ کی موت کا نوحہ کیا اور خاموش ہو گیا۔"

(افسانہ آخری آدمی، انتظار حسن)

لفظ ہی سے زندگی کا نظام قائم ہے، اس کے دام، اس کی قیمت، اس کی تقدیر، اس کی ہیئت اس کے اغراض و مقاصد، اس کی آواز، اس کے درد کا معنی ،اس کے راز و نیاز کی کہانیاں، اس کی رواداریاں، اس کی دشمنیاں اسکی محبتیں، اس کی نفرتیں، اس کی کامیابیاں، اسکی ناکامیاں۔غرض سب حالات، واقعات، جذبات، احساسات، مشاہدات کو زبان لفظوں سے ملتی ہیں۔ یہ بات حقیقتِ حال کی عکاس ہے کہ آجکل کی اس دنیا میں لفظوں کے بے جارحانہ، پر تشدد انداز میں استعمال اس طرح عمل میں لایا جاتا ہے گویا جذبے مر جاتے ہیں، احساس کا قتل سر بازار کر دیا جاتا ہے، عزت دار لوگوں کی پگڑیاں اچھالی جاتیں ہیں، حیاداری کا مذاق اڑایا جاتا ہے، نفرتوں کی آگ لفظوں کے غلط استعمال سے بھڑ کائی جاتی ہے، رشتوں کے درمیان پختہ اور مضبوط دیواریں دیوار چین کی جیسی تعمیر کر دی جاتی ہے، چلنے پھرنے کے راستے زخمی کر دئے جاتے ہیں، حسد کی نہ ختم ہونے والی آگ کو بھڑ کا کر ہوا دی جاتی ہے اور اس طرح سے لفظ لڑ لڑ کر بے موت مارے جاتے ہیں۔ بقول اظہر ادیب

لہجے اور آواز میں رکھا جاتا ہے
اب تو زہر الفاظ میں رکھا جاتا ہے

جب لفظ زہر، نفرت، اگلنے لگے تو مخاطب الیہ کی سماعتیں یہ طے کرنے سے رہ جاتیں ہیں کہ آیا اس سے لفظوں کا جواب کیسے دینا چاہئے اگر جواب دیا جاتا ہے گو یہ لفظوں کی عمریں بھی جوان ہو جاتی ہے اور ان کی قیمت میں اضافہ نیز استعمال کرنے کے طریقوں میں تبدیلی رونما ہوتی ہے لیکن صورتحال کا دوسرا رخ یوں پیش

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

کیا جا سکتا ہے کہ اگر مخاطب زہر آلودہ الفاظ، عداوت سے پُر جملوں کا استعمال، تشدد آمیز کہانی مخاطب الیہ کے لئے پیش کر رہا ہے اور مخاطب الیہ کی جانب سے کوئی جواب موصول نہیں ہو رہا ہے گویا یہ لفظوں کی عمارت واپس پلٹ کر مخاطب کے وجود پر اس طرح گر جائے گی کہ جس کی کوئی آواز بھی نہ نکلے گی لیکن اس سے ملنے والی چوٹ روحانی ضرور ہوگی جو کہ مخاطب کے باطن کو عجیب کیفیات کے درد میں ملوث کر کے چھوڑے گی جس کا وہ اظہار کرنے سے بھی قاصر رہ جائے گا۔

لفظوں کی موت کا احساس ایک انسان کو اس وقت شدت سے رہتا ہے جب اس کے ہم جنس، ہم نوا، ہم جلیس اس کی شناخت کو مٹانے کی خاطر ہر طرح کے اقدامات کرتے رہتے ہیں اور اس کے منہ سے نکلنے والے الفاظ اب کوئی معنٰی نہیں رکھتے، وہ اپنے جذبوں کا اظہار کرتا ہے لیکن اب لفظ اس کا ساتھ دینے سے مجبور ہے وہ اپنی پہچان کرانا چاہتا ہے لیکن اب اس کے اور اس کے ہم جنسوں کے درمیان تعلق ابلاغ، ترسیل کا کوئی وسیلہ موجود نہیں رہتا ہے، وہ اپنے جنس کو لیکر انتہائی فکر میں پڑ جاتا ہے آیا کیوں لفظ اب اس کے اور اس کے ہم جنسوں کے درمیان رابطہ کی کڑی کے طور پر کام نہیں کرتا، اپنے ہم جنسوں کے درمیان جب ایسی کیفیت سامنے آئے تو سمجھ لینا چاہئے کہ اب درمیان کا بھروسہ ختم ہو چکا ہے جس کی بدولت لفظ، الفاظ، جملے، مضامین، گفتگو، کلام، اثر سے عاری اور بے معنی ہو چکے ہیں گویا یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ لفظوں کی موت انسانیت کی موت ہے، لفظوں کی موت احساس، رواداری، ہمدردی، جذبہ ایثار، جذبہ خلوص، رشتوں، وفاداری کی موت ہے۔ بقولِ شاعر۔

کون سا درد اتر آیا ہے تحریروں میں
سارے الفاظ جنازے کی طرح لگتے ہیں
(اہتمام صادق)

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

لفظوں کا جنازہ نکلنا اس بات کا غماز ہے کہ وہ ضرورت سے عاری اور مجبور ہے بلکہ اب بولنے کی طاقت یا معنٰی کی پابندی سے آزاد ہیں ان کی آزادی اس بات کا اعلان ہے کہ اب ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے، ضرورت کا سامان ہی لفظوں کو زندگی بخش دیتا ہے، لفظ ضرورت کا محتاج ہے، حالات کے رحم وکرم پر ہی لفظوں کی دنیا آباد ہے جس نوعیت کے حالات سامنے رہتے ہیں اسی نوعیت کے الفاظ بھی استعمال میں لائے جاتے ہیں۔ لفظ کی موت کا نوحہ کون کرے خود لفظ، یا لغت یا اس کو استعمال کرنے والے لوگ، لوگوں کو جب احساس کے اظہار کی ضرورت درپیش نہ رہے گی تو لفظ کیوں کر استعمال ہوگا گویا یہاں محض موت لفظ کی نہیں ہوگی بلکہ موت ہوگی ایک معنٰی کی، ایک مدعا کی، ایک مقصد کی، ایک جذبے کی، ایک رشتے کی، ایک احساس کی، ایک رواداری کی

بدلا جو وقت گہری رفاقت بدل گئی
سورج ڈھلا تو سائے کی صورت بدل گئی
اک عمر تک میں اسکی ضرورت بنائے رہا
پھر یوں ہوا کہ اسکی ضرورت بدل گئی۔

☆☆

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

کاش کہ کاش سے نکل جاتے

اے کاش ہماری قسمت میں ایسی بھی کوئی شام آجائے
اک چاند فلک پر نکلا ہوا اک چاند سر بام آجائے

(انور مرزا پوری)

ہماری زندگی مختلف ادوار سے گزرتی رہتی ہے جس میں دکھ سکھ، خوشی غم، درد، حیرت، حسرت، تسکین، تشفی، امید، آہ و بقا، واہ کی آہیں سنائی دیتی رہتی ہیں۔ ہر انسان اپنی مقدور کے مطابق ٹوٹتا اور جڑتا ہے، خوش ہوتا ہے، ناراض رہتا ہے اپنی کامیابی کا سہرا اپنے سر باندھتا ہے غرور اور فخر سے اپنی بلندی کا دعویٰ بہ بانگ دہل کرتا رہتا ہے۔ اپنے دوستوں، احباب، رشتہ داروں یا حلقہ ارباب میں جھوم جھوم کر کامیابی کا جشن منانا انسانی تہذیب میں اچھا مانا جاتا ہے۔ بندہ خدا جنہیں اللہ نے اپنے کرم سے نوازا ہوتا ہے ہر کامیابی پر شکر خدا کا عطا کرتے ہیں اور ناکامی کی صورت میں اللہ کے حضور سر بہ سجود ہو کر بے بسی کا اظہار کر کے تسکین حاصل کر لیتے ہیں جس کی تعلیمات آسمانی ہدایات کے ذریعے سے دی گئی ہے نیز مختلف نفسیاتی علما کی تحقیق سے بھی یہی ثابت ہوا ہے کہ کامیابی اور ناکامی کی صورت میں اپنی قابلیت، لیاقت، نااہلی اور کمی یا کمزوری کا تجزیہ کیا جائے اور نتیجہ نکال کر آئندہ کا لائحہ عمل مرتب کیا جانا چاہئے تاکہ ماضی میں کی گئی

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

اچھائیوں، طریقہ کار، غلطیوں سے سبق حاصل کر کے مستقبل کو روشن بنایا جا سکے اور اسی لئے کہا جاتا ''تاریخ خود کو دہراتی ہے''۔

قوم کا اپنا ایک اجتماعی مزاج ہوتا ہے۔ اپنی ایک سوچ ہر قوم میں موجود ہوتی ہیں۔ جس کا بنیادی دارومدار اس بات پر ہوتا ہے کہ آیا یہ قوم کی سوچ ان کی بنائی گئی خود ساختہ کلچر کی دین ہے یا یہ کہ اس سوچ، مزاج، معیار کا ماخذ اس کی آسمانی ہدایات کے اصول وضوابط، فکر ونظر، تصورات، پیغامات، لوازمات کے تحت کارفرما ہے۔

اگر یہ مزاج منفی خیالات وفکر کے تابع ہے تو یقینی بات ہے کہ قوم میں رہنے والے افراد ہر صورت میں ناشکری کے دعویدار ہونگے ان کے لبوں پر صرف شکوے اور شکایتیں نظر آئیں گی، ان کا دل کبھی پرسکون نہیں رہے گا، ان کی زبان کبھی ان کے خالق کی شاکر نہیں ہوگی، ان کے یہاں، اگر، مگر'' جیسے الفاظ ان کا اوڑھنا بچھونا معلوم ہوگا اور ''کاش'' پر ختم بقولِ شاعر ؎

اگر وہ پوچھ لیں ہم سے تمہیں کس بات کا غم ہے
تو پھر کس بات کا غم ہے اگر وہ پوچھ لیں ہم سے

(نامعلوم)

علم نفسیات میں زبان دانی کے اس رویّے جس میں (ذاتی تشفی کی خاطر اپنی ناکامیابی، پریشانی، دکھ، مصیبت، تکلیف، الجھاو، بربادی، نقصان، تباہی درد، حادثاتی موت وغیرہ کا ذمہ دار انسان دوسروں کو ٹھہراتا ہے، حالات کے سر تھوپ دیتا ہے، شومیہ قسمت ٹھہرا کر خود بری الذمہ ہونا چاہتا ہے) کو Rational

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

Defence Machanism کہا جاتا ہے۔

ہر زمانے میں اس رویّہ کو رد کیا گیا ہے اس طرح کی بہانہ بازی سے اجتناب کرنا ایک صحت مند انسان کی اولین ترجیح ہونی چاہئے، تحقیق یہ ثابت کر چکی ہے کہ اس نوعیت کی ذہنیت کو فروغ بخشنے والے لوگ بنیادی طور پر ذہنی بیماری یا نفسیاتی مسائل کے شکار ہیں جن میں اتنی ذہنی صلاحیتیں، جذباتی صلاحیتیں نہیں ہوتی ہیں کہ وہ عقلی بنیاد پر حقیقت پسندانہ رویہ اختیار کر سکیں اور اپنی ناکامیابی کے پس پردہ ان حالات کا جائزہ لیں ان کمیوں کوتاہیوں کی نشاندہی کر سکیں جن کی وجہ سے ناکامی ملی ہے اور انہیں صحیح سطح پر سدھار سکیں، اپنی لائحہ عمل میں تبدیلی لا سکیں تاکہ ناکامی کے ہر پہلو کے اوپر کام کیا جا سکے۔

اس قسم کے لوگ جو ایسے مزاج کے حامل ہیں واقعی ہمدردی کے قابل ہوتے ہیں کیونکہ ان کی ذہنی حالت ہمیشہ منفی خیالات کو پالنے پر بضد رہتی ہے اور منفی خیالات سے نکلنے والی توانائی بنی بنائی ایک مضبوط حویلی، طاقتور شخصیت کی شخصیت کو منٹوں میں برباد کرنے کی صلاحیت اپنے اندر رکھتی ہے۔ اس قسم کی ذہنیت پالنے والے لوگ دراصل اپنی کمزوریوں، کمیوں، نااہلیوں، کو تسلیم کرنے کے بجائے خود ساخت قائم کردہ ان تصورات کے پیچھے نظریات قائم کر جاتے ہے جن کا حالانکہ حقیقی صورت حال سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اور اس طرح سے گمان کی وہ دنیا قائم ہو جاتی ہے جو ہمیں جہنم کے اور لے جاتی ہے اور خود ہی بے بنیاد سوالات پیدا کر کے ان کا بے بنیاد جواب بھی تخلیق کرتے جاتے ہیں۔ اس طرح سے بندہ خدا ہر حال کا ذمہ دار اس کو ٹھہراتا ہے جس سے دور دور تک اس سے کوئی

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

تعلق ہی نہیں ہوتا ہے اوراس طرح سے اگر، مگر کی کیفیات سے بندہ خدا ایمان کی دولت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

بہترین اخلاق کا سبق ہمیں یہی اصلاح کرتا ہے کہ ہر حال میں اللہ پر بھروسہ رکھنا لازم ہے جو کچھ بھی ہمارے ساتھ ہوتا ہے اللہ ہی کے اِزن اور علم سے ہوتا ہے نیز ناکامیابی کی صورت میں ان امور پر غور کرنے کے ضرورت ہوتی ہے جو ہماری ناکامی کے پیچھے محرکات رہیں ہیں۔ مثلاً تجارت میں گھاٹا آنا، امتحان میں کامیابی نہ ملنا، سفر کے دوران مشکلات کا سامنا کرنا، محنت کے باوجود بھی نوکری کا حاصل نہ ہونا، سخت کام کرنے کے باوجود بھی نفع اپنی منشا کے مطابق نہ پانا وغیرہ کی ناکامی کے پس پردہ کچھ کمزور، کچھ طاقتور محرکات ہوسکتے ہیں جن پر غور کر کے ان کی تشخیص اور علاج ممکن ہے اس طرح سے ہم اگر، مگر یا کاش کے الفاظ سے اجتناب کرسکتے ہیں اور اپنی دنیا کو کامیاب بنا سکتے ہیں لیکن سماج میں اپنے منفی سوچ رکھنے والے افراد کی تعداد بھی خاصی ہوتی ہے جو اپنی اس نوعیت کی منفی سوچ کو مثبت میں تبدیل کرنا ہی نہیں چاہتے ہیں بلکہ وہ اس حصار کو توڑنا ہی جبر مانتے ہیں جس نے انہیں ایک آرام وآسائش یعنی Comfort Zone عطا کیا ہے

Comfort Zone انسان کی ترقی، کامیابی، ترویج کے لئے انتہائی خطرناک حالت ہے کسی شخص کا ایک ہی حالت میں رہنا یا اپنی بالیدگی Growth کو مزید تقویت نہ دینا، مزید محنت نہ کرنا، اپنی صلاحیتوں کا احیاءنو نہ کرنا، انسان کو تباہ وبرباد کر کے رکھ دیتا ہے۔ اگر ایک طالب علم اپنی علمی ضرورت کے مطابق خود کو نئے، جدید تقاضوں کے ساتھ جوڑتا نہیں ہے یا اس حالت سے باہر نکلتا نہیں جس

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

میں وہ خود کو Comfort تصور کر رہا ہے تو یقین مانیے علمی دنیا میں وہ پیچھے رہے گا اور اس کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ کامیابی حاصل نہ ہونے کی صورت میں دوش حالات کو دے، وقت کو دیں، اپنے دشمنوں کو دیں، ایک استاد اگر تدریسی عمل میں نت نئے اصولوں کو اپناتا نہیں ہے، نئی نئی کتابوں کا مطالعہ نہیں کرتا ہے، اپنی اطلاع کو مزید Upto date نہیں کرتا ہے، نئی تحقیقی جانکاری حاصل نہیں کرتا ہے تو یقینی طور پر وہ اپنی تدریس کو پر معنٰی، پر لطف، دلچسپ نہیں بنا سکتا ہے اور اس ناکامی کا سہرا وہ کسی اور پر نہیں ڈال سکتا ہے، اپنے طلبہ کو ذمہ دار نہیں ٹھہرا سکتا ہے کیونکہ وہ Comfort Zone میں قید ہے۔

ایک مچھوارہ اگر شدید ٹھنڈ، سردی میں اپنی کشتی اور جال لیکر صبح سویرے دریا میں اپنے رزق کی تلاش میں نہ نکلے گا تو عین ممکن ہے کہ وہ فاقہ اور بھوک سے گزرے گا اس کے افراد خانہ کو غربت کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن وہ ان تمام حالات کا احاطہ کرتا ہے اور اس کے پاس کوئی چارہ نہ ہوتا ہے Comfort Zone کی حالت سے باہر نکلنے کے علاوہ اور وہ آسائش، آرام کی حالت چھوڑ کر، غضب کی سردی کا مقابلہ کر کے اپنے لئے روزی روٹی کا انتظام کرتا ہے۔

ایک تاجر اگر اپنی تجارت کے تیئں یہ طے نہیں کر پاتا ہے کہ آنے والے وقت سے مقابلہ کرنے کی خاطر اس سے اپنی تجارت کو مزید تقویت دیکر تجارت کے اوقات میں اضافہ کرنا ہوگا تو وہ اپنے Comfort Zone کے حصار کو توڑنے کا خیال نہیں رکھتا ہے نتیجہ کے طور پر اس کی تجارت مزید تقویت حاصل نہیں کر سکتی ہے اور بازار خرید و فروخت کی لمبی ریس میں اس کا گھوڑا پیچھے رہ جائے گا۔

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ایک معالج ڈاکٹر مریضوں کے علاج و معالجے کے عمل میں اگر اپنی حکیمانہ معلومات میں نئے اضافے، نئی تحقیق نہیں کرتا ہے تو ممکن ہے کہ وہ اپنے پیشے میں باقی معالجین سے پیچھے رہے گا اور مریض بھی ڈاکٹر بدلنے کے لئے مجبور ہو جائیں گے۔

مستری، ترکھان، کاریگر، ایک ہنر مند شخص جب تک اپنے ہنر، Skill کو جدید تقاضوں، ضروریات کے مطابق سیکھ نہیں جاتے ہیں تب تک ان کا ہنر مزید کارآمد ثابت نہیں ہو سکتا ہے۔

اس پوری صورت حال، گفتگو کا یہی نتیجہ نکل سکتا ہے کہ ہر ایک شخص کو محنت اور مزید محنت کرنے کی ضرورت ہے، اپنے زور بازو پر بھروسہ کرنا ہے، خدا کی ذات پر مکمل یقین کر کے اپنی دعاؤں کے ذریعے اپنی محنت کا پھل حاصل کرنے کا یقین رکھ کر اپنی ذات کو اگر، مگر اور کاش کی حالت سے باہر نکل کر سوچیں تو کامیابی ضرور آپکے قدم چومے گی۔ بقولِ مجروح سلطانپوری:

دیکھ زنداں سے پرے رنگ چمن جوش بہار
رقص کرنا ہے تو پھر پاؤں کی زنجیر نہ دیکھ

☆☆

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

اپنی ہی لاش کا خود مزار آدمی

کچھ جو سمجھا مرے شکوے کو تو رضواں سمجھا
مجھ کو جنت سے نکالا ہوا انسان سمجھا
(اقبالؔ)

دنیا میں مختلف نظریات، افکار، تجربات، تحقیق، آرائیں رکھنے والے علما و مفکرین گزرے ہیں جنھوں نے انسانی تہذیب اس کے وجود، اسکی ذات، اسکی آزادی، اسکے اختیار، اس کی فیصلہ سازی، اسکی مجبوری، اسکے غم، اسکی خوشی اور اسکے کلھم کردار کی دنیا میں موجود اس کی حیثیت، اس کی ساخت نیز پہچان پر کتابیں لکھیں، فلمیں بنائی، ڈراما لکھے، تقاریر کیں، بڑی بڑی تجربہ گاہیں قائم کیں لیکن تمام تر تجربوں کے بعد متعدد علما نے یہی راے قائم کی کہ انسان مصائب کا انبار ہے اور محض مجبوری کی حالت میں ہے اور کبھی کبھی دل بہلاوے کی خاطر اس سے خوشی کے چند لمحات قدرت عطا کرتا ہے۔ Buhdims اور فلسفہ وجودیت پر یقین رکھنے والے علما و دانشوروں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ دنیا کا انسان بالکل مجبور، لاچار اور مصائب کا ایک پتلا ہے جس کے پاس اس صورت کو قبول کرنے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ موجود ہی نہیں ہے۔ Budhism کے فلسفے کے مطابق انسان کا نصیب دکھ کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔

" Budha identified 7 catagories of

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

suffering for every human in what he called "Samsara" . birth , ageing , sikness , death, having to part with what we like, having to encounter what we do not like, and failing to satisfy our desire"

اس تصادم ، تضاداتی کیفیات ، کشمکش ، پسند اور ناپسند ، تسکین تشفی نیز خواہشات کے عالم میں انسان تنہائی سے آشنائی حاصل کرتا ہے۔ تنہائی دراصل اشنائی کا سفر ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ آشنائی سے بندہ خدا پہلے پوری طرح آشنا ہو اپنی ذات سے ، اپنے وجود کے ظاہری کردار سے اپنی روحانی صحت سے ، اپنے ذہنی وجذباتی عالم سے ، اپنے نفس کی حرکات وسکنات سے ، ہاں سے نہیں تک کے حالات سے ، اپنے خالق سے جس نے اس سے ترتیب دیا اسکی خاکی تشکیل بنائی اوراس کے اندر روح پھونک دی جونہی روح پھونکی گئی جو کہ سراپا نور ہے اوراس میں اللہ کی پاکی رحمانیت پوشیدہ ہے۔ بدی وشر کی تمام قوتیں ابلیس کے حق میں آئی جس نے حضرت آدمؑ وحواؑ کو پھسلا کر نافرمانی پر آمادہ کیا اور اللہ نے تینوں کو حکم دیا کہ جاؤ اترو یہاں سے زمین کی طرف اور تم ایک دوسرے کے لئے کھلم کھلا دشمن بن گئے۔ آدمؑ نے اپنے گناہ ، نافرمانی ، گمراہی کا اعتراف کرتے ہوئے توبہ کے کلمات سیکھ لئے اوران کی توبہ قبول ہوئی لیکن ابلیس گمراہی کے دلدل میں پھنستا چلا گیا اوراس طرح تکبر کا شکار ہوگیا۔ اس گمراہی ، تکبر ، نافرمانی کی دوڑ میں اب ابلیس اکیلا نہیں ہے اس نے اپنے ساتھی بنائے ہیں جو انسانی بھیس میں موجود ہے انسانوں کے ساتھ ان کے ظاہری کرداراور باطنی وجود میں مختلف خواہشات کی صورت میں موجود ہے جن میں لالچ ، حرص ، تمنا ، خودغرضی ، حسد ،

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

بغض، حب مال و جائیداد، حب اولاد، حب شہرت جیسی چیزیں شامل ہیں......

انسان کی دنیا میں حیثیت اپنے الگ الگ مذہبی تعلیمات، افکار، اصولوں کی بنیاد پر مبنی اور واضح ہے۔ انسان کو زندگی ملتی ہے جس کی موت حق ہے اور حیات کا دورانیہ مقرر لیکن اس دورانیہ میں انسان کئی بندشوں میں قید رہتا ہے۔ جس میں اس کا سماج، معاشرہ، کلچر، مذہب کارفرما رہتا ہے بالفرض اگران تمام کے بنیادی اصولوں و روایات میں یکسانیت پیدا ہو جائے تو یقینی طور پر زندگی خوشحال گزرے گی مگر ناممکن ہے موجودہ دور میں اس نظام کی تشکیل یا اہتمام کی۔ کہی نہ کہی ان تمام امورات کے درمیان تضاد موجود ہے جسکی وجہ سے انسان حرکات و سکنات، عمل اور ردعمل، احکام اور فرمان روائی، فرض منصبی اور انتظامی دباو، انفرادی آزادی اور اجتماعی معاشرتی، سماجی جبریت، اپنی معاشی حالات و خواہشات کے عنکبوتی جال کے درمیان، اپنے وجود کی سالم آگہی و نفس کی کشاکشی اور احکام آسمانی ہدایات کے درمیان ایک پنڈولم کی مانند اویزان لٹکتے ہوئے ایک نہ ختم ہونے والے باطنی تضاد کا شکار ہے جس کی وجہ سے نہ جانے یہ انسان کتنی چیزیں، کتنی خواہشات، کتنے خیالات، کتنے عمل و ردعمل کے نتائج، کتنی حسرتیں، کتنی سرد آہیں، کتنی دشنام ترانیاں، کتنی بدآرائیں، کتنے اچھے خواب جو شرمندہ تعبیر نہ ہوتے ہیں، کتنے ان چاہے واقعات حادثات کے کتنے گھرے زخم، کتنے د ل دہلانے والے ان کہے واقعات، سانحات، مجبوریاں اپنے اندر دفن کرتے ہوئے آگے بڑھتا رہتا ہے گویا یہ انسان اپنے مجبور وجود کا خود مقبرہ ہے جو انسانوں کی بھیڑ میں ہونے کے باوجود بھی تنہا اور اکیلا ہے، جو روز صبح و شام بوجھ

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ڈھونے میں لگا رہتا ہے اور اس عمل میں نہ جانے کتنی بار مرتا ہے اور جیتا ہوا نظر آتا ہے اور یہ مرنا جینا اس کا نصیب بن جاتا ہے لیکن دنیا ایسے لوگوں سے بھری پڑی ہے جو اپنے نصیب کو بدلنے کی قوتوں کو آزماتے ہوئے کامیاب بھی ہوجاتے ہیں اور اکثر افراد ان زنجیروں کو توڑ نہیں پاتے ہیں انسان کی بنیادی آزادی ایمان، خیال پر ہمیشہ ڈاکہ ڈالنے کی خاطر مختلف طاقتیں باطنی اور ظاہری سطح پر کام کرتی ہے۔ جس کی وجہ سے انسان کو ہر دم نئی طاقت، نئی توانائی، نئے تفکر، نئے خیالات کی ضرورت پڑتی ہے۔

روز جیتا ہوا روز مرتا ہوا
ہر نئے دن نیا انتظار آدمی

(ندا فاضلی)

انسان سماجی اصولوں کا پابند رہتا ہے۔ یہ اصول اگر چہ سماج کی بہبودی اور فلاح کے لئے بنائے جاتے ہیں لیکن ان میں کہی نہ کہی انسان کی انفرادی آزادی سلب ہوکر رہ جاتی ہے اور اس آزادی کی خاطر انسان خود سے بھی الجھ کے رہ جاتا ہے اور اپنے بنائے گئے سماجی اصولوں کے ساتھ بھی الجھتا رہتا ہے نتیجہ کے طور پر یہ انسان کئی سطحوں پر سماجی نقاب اوڑھے تعلقات کو قائم کرتا ہے......

کسی کو کانٹوں سے چوٹ پہنچی کسی کو پھولوں نے مار ڈالا
جو اس مصیبت سے بچ گئے انہیں اصولوں نے مار ڈالا

(اقبال اشرف)

سماجی نقاب اوڑھنے کے اس عمل میں انسان نہ جانے کتنی غلطیاں چھپا

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

پھرتا ہے نہ جانے کتنے راز در گور کرتے ہوئے آگے بڑھ جاتا ہے اور اس طرح یہ نا معلوم رازوں کا ہجوم بن کر آدمی اپنے سفر پر رواں دواں رہتا ہے اور اگر کبھی اس سے خود سے ملاقات کی فرصت نصیب میں آتی ہے تو اپنی ذات کو ٹٹول ٹٹول کر کف افسوس ملتا ہوا پشیمانی کی صورت میں خاموشی کی نظر اپنی آہ و بکا کے عالم میں کھو جاتا ہے۔ دنیا کی زندگی ایک انسان کے لئے دارالامتحان ہے جس کا ذکر اللہ نے قرآن میں کیا ہے نیز مومنین کے لئے یہ دنیا قید خانہ ہے۔ وہ اس قید خانے میں زندگی کو بطور سزا بھگت رہا ہے بلکہ بھگتنے کے لئے مجبور ہے وہ آزادی کا خواہاں ہے لیکن آزادی ممکن نہیں ہے اب وہ زندگی جینا چاہتا ہے لیکن جی نہیں پاتا ہے کیونکہ اس کے بنائے گئے خود کے اصول اس کو تنگ کر رہے ہیں۔ حقیقت حال کا منظر نامہ یہ ہے کہ زندگی موجود ہے لیکن اس پر طرہ یہ ہے کہ یہ قبر میں قید ہے اور پاؤں پھیلانے پر، حرکات و سکنات پر، عمل ورد عمل خواہشات کی تکمیل کے مراحل میں ہاں سے نہیں تک، پر اس سے مشکلات کا سامنا ہے۔ بقولِ بشیر بدرؔ

اے زندگی تو نے مجھے قبر سے کم دی ہے زمین
پاؤں پھیلاؤں تو دیوار میں سر لگتا ہے

ابن آدم کا دنیا میں سفر کرنا، اپنی مدت کو مکمل کرنے میں کبھی بھی یکساں حالات نہیں رہتے ہیں کبھی خوشی کے حالات رہتے ہیں تو کبھی غم کے بادل سر پر مسلط رہتے ہیں دونوں صورتوں میں رہنے کے باوجود بھی انسان ہی خسارہ میں ہے جو بہر صورت اپنے کٹے ہوئے وجود کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے، یہ ہر حال میں اس دارالامتحان سے آزاد ہونا چاہتا ہے لیکن نہیں ہو پاتا ہے۔ اب اگر

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ہونے کی کوئی صورت نکل آئی بھی تو زندہ رہنے کی خواہش پھر سے پھسلا ، بہلا کر حیات کی قید میں ڈال دیتی ہے کیونکہ بنیادی طور پر آدم عجیب ذات ہے راجیش ریڈی موجودہ دور کے ایک شاعر نے اس کا بہترین خاکہ یوں کھینچا ہے ۔

عجیب یہ زندگی کی قید ہے دنیا کا ہر انسان
رہائی مانگتا ہے اور رہا ہونے سے ڈرتا ہے

اس پورے اور تمام تر منظر نامے کو دنیا کے مختلف ادیبوں، شاعروں، قلمکاروں نے اپنی تخلیقات میں جگہ جگہ ظاہر کیا ہے۔ انسان کی اس دوغلی حیثیت کو متعدد ناول نگاروں نے اپنے فن پاروں کا مرکزی کردار بنا کر پیش کیا، شاعروں نے اپنی غزلوں اور نظموں کے ذریعے اس انسان کے درد و کرب کی داستان بیان کر دی، مصوروں نے اپنی مصوری کے نمونوں سے آدم کی اس کیفیت کو ابھارا ہے۔ متعدد روحانی پیشواؤں، بزرگوں، صوفی سنتوں، علما نے اس انسان کی حمایت میں لکھ ڈالا کہ یہ مادی وجود تب تک پریشان و سرگردان رہے گا جب تک یہ اس جگہ واپس نہ لوٹ جائے اور کل سے نہ مل جائے۔ اس جنت سے نکالے ہوئے انسان کی اصل زندگی یا دنیا واقعی جنت میں ہے جو کہ عالمِ بقا ہے اور قیامت تک ہر ذی روح کی تمنا نیز آرزو یہی رہے گی کہ وہ اس عالم فنا سے عالم بقا کی طرف بہ صحت و سلامت واپس جائے لیکن ایسا ممکن نہ ہوا نہ ہو رہا ہے نہ ہی ہو سکتا ہے کیونکہ اس کا اختیار مختار کے پاس ہے اور ابن آدم مختار نہیں ہے بلکہ محتاج ہے اسکے فیصلوں کا جس نے جنت سے نکلنے کا حکم دیکر دنیا میں ڈالا اور ہر گھڑی نئے امتحانی حال میں ٹھہرایا مراد قدم قدم پر آزمائشوں، امتحانوں کے درمیان یہ انسان سفر کر رہا ہے یا

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

اپنا وقت مکمل کرتا جاتا ہے اور ساتھ ہی خالق نے امتحان میں ناکام ہونے کی صورت میں توبہ و معافی کا عمل سکھایا جو انسانوں پر قدرت کا بہترین کرم ہے۔ زندگی کے جس بھی موڑ پر انسان کو ندامت ہوگئی اس کے خاطر واپسی کے دروازے کھلے رہیں گے جو کہ ابلیس کے لئے ممکن نہیں ہے یہی بڑا فرق ہے ابلیس کی سرکشی اور آدم کی نافرمانی میں۔ آدم کی ہجرت دنیا کی جانب محض ہجرت نہیں بلکہ یہ تو مشقت اور سختی سے بھری ہوئی بھاری ہجرت ہے جس میں روح و کرب کی ہزار داستانیں پوشیدہ ہیں، جس میں ہر قدم جسم لہولہان ہوتا ہے۔ اس ہجرت کا سفر لذیز بھی ہے اور پُر خار بھی، یہاں تیز دھوپ بھی ہے مگر چھاؤں بھی ساتھ ہے لیکن یہ بھی حق ہے کہ دھوپ کا ہر رخ تو پریشان کرتا ہے اور بندہ خد ادیوار کا، راستے کا، اپنی پرچھائی کا، سایہ ڈھونڈتا پھرتا ہے۔ اس جہاں میں آسائش و آرام کی طلب کے لئے محنت لازم ہے اور اسی لازم وملزوم کی حرکت و عمل ردعمل کے درمیان یہ نجات مانگتا ہے، زیست کی لذت کا دعویدار بن جانا چاہتا ہے مگر موت کا ذائقہ چکھنا نہیں چاہتا الفت کے بازار کا سودائی بننے کا خواہاں ہے لیکن نفرت کی نفی نہیں کرتا سچائی مانگتا ہے مگر خود جھوٹ کا کاروبار روا رکھتا ہے ایمان کی دولت سے مالا مال ہونا چاہتا ہے لیکن بے ایمانی کرنا اپنا بنیادی حق گردانتا ہے یہ انسان ایک نفسی کشا کشی، ظاہری اور باطنی وجود کے درمیان معلق ہے اس طرح جس طرح انگریزی ادب کے مشہور زمانہ ڈراما وہٹنگ فار گوڈوٹ از سموئیل بکٹ کے دونوں مرکزی کردار جو کہ زندگی، خوشی غم، دنیا، کھیل کود کو ایک مکمل اور سالم معنی دینے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں لیکن ناکام ہو جاتے

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ہیں کیونکہ زندگی اور موت کو معنی کا پیراہن پہنانا انسانوں کے بس کی بات نہیں ہے یہاں دونوں کو شعور، ذہانت اور آگہی کے عمل، اسکی لاحاصل سعی نے مار ڈالا جبکہ یہ پوزویالکی اس لئے خوش قسمت ہے کیونکہ اس سے اپنی عقل سے سوچنا نہیں پڑتا اور نہ ہی اس کے پاس علم عقل یا تجربے کی کوئی دنیا ہے وہ ہر عمل اپنے حاکموں کے حکم کے مطابق کرتا ہے۔ شیکسپیئر کے معروف ڈراما ہیملٹ کا مرکزی کردار شہزادہ ہیملٹ بھی اسی کشمکش میں مبتلا رہ کر بہت سارے رازوں کو اپنے اندر دفن کر کے مرجاتا ہے اور ادب کا آفاقی کردار بن کر زندہ رہتا ہے اردو ادب میں بھی اسی طرح کے متعدد کردار موجود ہیں البرٹ کامیو کے مشہور زمانہ ناول دی پلیگ اور غیر افسانوی نثر سی سی فس بھی ادب کا لافانی کردار ہے جس کی زندگی مصائب و آلام اور حرمانصیبی سے پر ہے ہر شخص چاہتا ہے کہ سی سی فس خوش رہے لیکن ایسا ممکن نہیں ہے:

" The struggle itself towards the heights is enough to fill a man's heart. One must imagine sisyphus happy"

(The myth of Sisyfus by Albert Camus 1942)

ممکنات کی صورت نکلنے کے لئے علم و آگہی اور شعور کو ایک متوازن اور مناسب راستے پر لانا ضروری ہے لیکن اس میں تحقیق و تجربوں کی دنیا کو ایک مخصوص نظریے کے قائل رکھنا پڑے گا۔ ورنہ سی سی فس ہمیشہ اس سفر اور عذاب میں مبتلا رہے گا۔

☆☆

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

گالیوں کی زد میں ہیں قاتلوں کے خنجر تک

اپنے دشمن سے نہ آیا کبھی بدلہ لینا
مجھ میں یہ ایسی کمی ہے جو بڑے کام کی ہے
(وسیم بریلوی)

دشمن سے بدلہ لینے کے مختلف طریقے رائج ہیں، جن میں ہاتھاپائی، لڑائی، گالی گلوچ، خاموشی، احتجاج، نعرہ بازی شامل ہیں۔ ان میں گالی گلوچ انسانی تہذیب کا پہلا حلیہ زبان زد عام تصور کیا جاتا ہے جس میں جسمانی اجزاء سے کام نہیں لیا جاتا ہے بلکہ زبان یا لسانی سطح پر تمام جنگ لڑائی جاتی ہے صرف لفظوں کا استعمال کیا جاتا ہے اس کی بنیاد جنگ لڑنے والے افراد پر مبنی ہے کہ وہ کسی قسم کی زبان دانی سے واقف ہیں اور لغت پر کتنی دست رست رکھتے ہیں انہیں کس طرح تشبیہات، استعارات، رمزو کنائیہ، مجاز مرسل، قافیہ پیمائی پر عبور حاصل ہو چکا ہے اور کون کون سی گالیاں نکالنا جانتے ہیں کس قدر گالی دینے کا ہنر رکھتے ہیں، گالی نکالنا، گالی دینا، گالی بھیجنا کوئی کھیل تماشہ نہیں ہے اس میں مہارت کی ضرورت درپیش رہتی ہے کون سی گالی کب نکالنی ہے کیسے نکالنی ہے کون سا انداز برتنا ہے، کون سی تاثر وارد کرنے والی گالی دینی ہے کیا یہ گالی بازاری زبان میں دینی ہے، ادبی زبان میں نکالنی ہے، سیاسی لباس زیب تن کر کے روانہ کرنی ہے،

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

محبوب کے رخساروں سے تشبیہہ دینی ہے، وحشی تاثر رکھنے والی دینی ہے سخت مزاجی بیان کرنے کی خاطر نکالنی ہے مخاطب اور مخاطب الیہ کی حالت زار، حیثیت سماجی، سیاسی وابستگی ہی یہ طے کرے گی کہ گالی کس طرح کی ہونی چاہئے۔ بقولِ شاعر ؎

بات رخسار کی ہوتی تو کوئی بات نہ تھی
آج تو روح پر مارا ہے تمانچہ تونے

(ہمانشی بابرا)

گالی کا اثر جنگی ہتھیار سے بھی تیز ہوتا ہے روح کے ہر گوشے کو زخمی کردیتی ہے، احساس کے پردوں کو چاک چاک کر کے رکھ دیتی ہے، گالیاں نکالنا، گالی دینا، انسان کی فطرت میں موجود ہے ہر انسان کہیں نہ کہیں پر اپنے غصے، عمل کا ردعمل، سوال کا جواب دینے کی خاطر مجبور ہے اسی مجبوری کا ایک خوبصورت بہانہ ہے گالی جب نکالی جاتی ہے تو دل کی بھڑاس نکل جاتی ہے سینے کا بوجھ ہلکا ہوجاتا ہے، دکھ میں بوقت مجبوری کمی آجاتی ہے، اپنے من کے بھاری بھوج کو کچھ راحت نصیب ہوتی ہے لوگوں کے مزاج، ان کی انفرادی ذات، انفرادی کردار، اجتماعی حیثیت سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کس کو کون سی، کیسی، کس قدر، کس انداز میں فقرے کہنے یا گالی نکالنی ہے۔

یہ امر بھی واقعی دلچسپ ہے کہ انسان، آدمی، شخص، گالیوں کی تنقید پیش کرتا ہے انہیں انسانی سماج کی خاطر مضر قرار دیتا ہے دوستوں، احباب، بچوں کو اس کی برائی سے دور رہنے کا مشورہ صادر کرتا ہے لیکن خود کی جان پر جب بن آتی ہے تو

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

گالیاں قسم قسم کی نکالتا ہے، موٹی گالیاں، حقیر گالیاں، بازاری گالیاں غرض ہر قسم کی گالی نکالنے کی مشق کرتا رہتا ہے کبھی بہ بانگِ دہل اور کبھی خاموشی کے ساتھ ہزار پردوں میں یہ بات تحقیق طلب ہے کہ گالی نکالنا انسان کو کس نے سکھایا اور اس کی ضرورت کیسے اور کیوں کر پڑ گئی، وجوہات جو بھی ہوں مگر یہ بات اپنی جگہ ثابت اور سالم ہے کہ اس کی ایجاد کر کے اس کے موجد نے کام اچھا کیا ہے دنیا کو ایک ایسا ہتھیار دیا ہے جو قتل تو نہیں کرتا پر قتل سے زیادہ بلکہ شدید اثر گالی سننے والے پر مرتب کرتا ہے۔

کام کی خرابی سے نام ڈوب جاتے ہیں
گالیوں کی زد میں ہیں قاتلوں کے خنجر تک

(عابد اختر)

میں نہیں مانتا کاغذ پہ لکھا شجرہ نسب
بات کرنے سے قبیلے کا پتہ چلتا ہے

(محمود احمد ہاشمی)

گالی جس نے بھی نکالی اس کی شخصیت کا حوالہ ضرور بن جاتی ہے اور جس نے سنی اس کو حرارت بخش کر جنگ پر آمادہ کرتی ہے اب جنگ کی نوعیت دونوں کی جذباتی ذہانت کا تعین کر جاتی ہے یہ کبھی سرد جنگ بن جاتی ہے کبھی لفظوں کا لبادہ اوڑھ کر محض دو مصرعوں پر ختم ہو جاتی ہے یا اس سے آگے بڑھ کر اقتباس سے مضمون تک کی شکل اختیار کر جاتی ہے معاملہ چاہئے جو بھی اختیار کرے اس کا خمیر اٹھتا ہے گالی سے ہی۔

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

اگر گالی نہ ہوتی تو کیسے دنیا کے لاکھوں لوگ اپنی بھڑاس نکال کر اپنے من کو ہلکا کرتے اپنی راحت کا سامان میسر کرتے۔ اخلاقی اسباق سے معذرت کے ساتھ کہنا پڑے گا کہ اگر گالی اور خواب نہ ہوتے تو دنیا کے انسانوں میں کثیر تعداد نفسیاتی دباؤ، نفسیاتی بیماریوں کی شکار ہو کر رہ جاتی ہے یہاں تک کہ پاگل خانوں کی تعمیر میں ضرورت سے زیادہ شدت آتی۔ گالیاں نکالنے کی جمالیات یا ادبی حسن ادیبوں کے یہاں ملتا ہے جو اچھی اچھی گالیاں شعروں کے لبادوں میں اوڑھ کر نکالتے ہیں جس کو دیتے ہیں وہ بھی خوشی سے سنتا ہے اور مسکرا کر شرمندگی کا اظہار کرتا ہے کمال تو یہ ہے کہ گالیاں کھانے والے بے مزہ نہیں ہوتے ہیں بلکہ وہ زیادہ سے زیادہ کھانے کی چاہا کرتے ہیں۔ جیسے آم کے موسم میں آم کھانے کی یہاں تک کہ زیادہ سے زیادہ کھانے کی ضد بچے کرتے ہیں جس میں کچھ آم کاٹ کر کھاتے ہیں اور کچھ آم چوس کر کھاتے ہیں اسی طرح سے ادیبوں کی زبان سے نکلی ہوئی گالیاں سننے والے پھینک کر پکڑتے ہوئے کھاتے ہیں بقولِ شاعر۔

کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب
گالیاں کھا کھا کے بے مزہ نہ ہوا

☆☆

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

بند آنکھوں سے تیری سمت سفر کرتا ہوں

" Do not lose yourself in the past. Do not lose yourself in the future. Do not get caught in your anger, worriers, or fears. Come back to the present moment and touch life deeply. This is mindfullness."

Hanh)اُ(Mindfullness by Thich_ Nhat

ماضی کے گپ اندھیروں سے حال کے بنئے گئے نامعلوم جالوں سے، مستقبل کے غائب خدشوں کے اوہام کے درمیان کھو گیا ہے وہ جس کو جینا تھا جس کو زندہ رہنا تھا، جس کو مٹی کی سوندھی سوندھی خوشبو کو چھونا تھا جس کو ہلکی ہلکی بارش میں بھیگنا تھا جس کو تیز دھوپ کی کرنوں سے توانا ہونا تھا، جس کو کھیت کھلیانوں میں گھومنا تھا، جس کو پہاڑوں کی نوکیلی چوٹیوں کو چھو کر خود کو محسوس کرنا تھا، جس کو دریا کنارے بیٹھ کر ایک چھوٹی سی کنکری دریا کی روان گود میں پھینک کر اس کے شور کی آواز کو تلاشنا تھا، جس کو آسمان اس کے رنگ، سورج چاند، ستاروں کو محبت سے دیکھ کر کچھ پانا تھا، جس کو گرم گرم چائے، کافی کی چسکوں کو محسوس کرنا تھا، جس کو کھانے کی لذیذ لذتوں کو حاصل کرنا تھا، جس کو سرد و گرم کی کیفیات کو فطرت کے مطابق اپنے اندر سمونا تھا، جس کو چلتے چلتے اپنے قدموں کی آہٹ کو سن کر کچھ سنانا تھا، جس کو پرندوں کی بے معنٰی آوازوں کو معنٰی بخشنا تھا، جس کو کتاب کے ساتھ گفتار بن کر سننا اور سنانا تھا، کہنا اور کہلوانا تھا، جس کو اپنی ہر

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

آتی جاتی سانس کو لے کر روکنا تھا، روک کر تھامنا تھا، تھم کر چھوڑنا تھا، جس کو اپنی آنکھوں سے گلاب، سوسن، نسیم، گل آفتاب، گل دوپہر کو کھلتا دیکھنا تھا دیکھ کر چھونا تھا چھو کر سونگھنا تھا سونگ کر خوش ہونا تھا ؎

میری ایک چھوٹی سی کوشش تجھ کو پانے کے لئے
بن گئی ہے مسئلہ سارے زمانے کے لئے

(ظفر گورکھپوری)

جس کو زندگی کی خاموش، تیز، دبی دبی، آہٹوں سے آشنا ہونا تھا، جس کو اپنی آنکھوں کے سمندر میں ڈوب کر خدا کا ہونا تھا، جس کو دل کے ہر گوشے میں اپنے خالق کو بسانا تھا، اس سے راز و نیاز، اپنی حالت، خوشی کا عالم، جینے کی صورت، دل غمگین کا حال سنانا تھا، جس سے محسوس کر کے خود کو پانا تھا جس سے خودساختہ بنئے گئے جال سے آزاد ہونا تھا، جس سے موبائل کی اس گھمبیر دنیا سے باہر آنا تھا اور آکر خود کو پانا تھا۔ بقول شاعر ؎

بڑے سکون سے ڈوبے تھے ڈوبنے والے
جو ساحلوں پہ کھڑے تھے بہت پکارے بھی

(امجد اسلام امجدؔ)

کیا ہو جاتا ہے ان ہنستے جیتے جاگتے لوگوں کو
بیٹھے بیٹھے کیوں یہ خود سے باتیں کرنے لگتے ہیں

ہاں خود کو پالینا چاہئے ایسے جیسے ہوا بھی ہو نرم نرم اور موسم ہو بڑا سہانا جس کی ہر کیفیت کو محسوس کر کے اپنے اندر سمویا جائے تا کہ دل باغ باغ ہو جائے، اور

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

راحت کا سامان دستیاب رہ جائے آپ اپنے سے مل سکے باتیں کر سکے جہاں اور کوئی بھی نہ ہو بس آپ ہیں نرم نرم ہوا کے دل پذیر جھونکیں ہوں، آبِ رواں کا دریا ہو جس کے کنارے پر آپ اور ہم بیٹھ کر روان چلتے ہوئے بہتے ہوئے 'خاموش' اپنی دھن میں مدھن پانی میں کنکریاں پھینکے اور کنکریں پانی کے اندر خاموشی سے بہہ جائیں تو ہم سمجھیں پانی ہم ہیں، ہماری ذات ہے اور کنکریں دنیا کا وہ شور وغل ہے جس سے ہم آئے روز پریشان رہتے ہیں بلکہ یہ وہ آوازیں ہیں جو ہمیں کاٹنے پر تلی ہوئی رہتی ہیں لیکن ہم پانی ہیں دریا کا جس میں جو بھی بہے بہتا چلا جائے اور پانی خاموشی سے اپنی رفتار کے مطابق رواں رہے تو مبارک ہیں آپ کو، ہم کو کہ ہم خود کو پالینے میں کامیاب ہو رہے ہیں ۔

بادلوں میں ہر کسی کے واسطے ہے کوئی بوند
شرط یہ ہے اتنی شدت سے کوئی پیاسا تو ہو

(راجیش ریڈی)

ہاں ہمیں خود کو پانا ہے آئیں ہم خود کو پالیں گے اپنی قدموں کی تیز، آہستہ چاپ کی رفتار کو ذرا سن لیں، اس کو اپنا ہم سفر کرلیں، گھڑی کی ٹِک ٹِک، موبائل فون کی رِنگ ٹیؤن کو، گاڑیوں کی بجھتی ہارنوں کو ہم سمجھیں اک بلوائے کی علامت کے طور پر، اور ہم پالیں گیں خود کو، اپنی ذات کو، اپنے آپ کو، اپنے کھوئے ہوئے من کو، دل کو، دماغ کو، احساس کو، راحت کو، محبت کے جذبوں کو، کتابوں میں بند کہانیوں کو، الفاظ کو، اپنے من کے اندر کی اس ہلچل کو جو ہمیں زندگی کے راز سے آشنا کرے گی، ہمیں خود سے ملادے گی، ہمیں ہماری محبتوں

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

کے حوالے کردے گی ہمیں ہمارے سکون، راحت، امن وشانتی کے ماحول سے واقف کرائے گی۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

خود کو پالیجئے لمحہ حاضر میں روزمرہ چیزوں کے ساتھ اپنی تنہائی کے ساتھ چائے کے ایک کپ کے گرم گرم احساس کے ساتھ، باغ میں درختوں کی ٹہنیوں، پھلوں کو چھو لینے کے ساتھ، گھر کے لان میں کھلے رنگ بہ رنگی گلابوں کی خوشبو کے ساتھ، اپنے کمرے میں بکھری ہوئی چیزوں کو سنبھالنے کے ساتھ بقولِ شاعر

اپنا غم لے کے کہیں اور نہ جایا جائے
گھر میں بکھری ہوئی چیزوں کو سجایا جائے

(ندا فاضلی)

اپنے ہاتھوں میں کاغذ قلم اور کتاب کے ساتھ جن کے ذریعے لامحدود چیزوں کا علم حاصل ہوتا ہے اپنی آتی جاتی حسین سانسوں کے ساتھ، اپنے دل کی دھڑکنوں کو سنا کریں اور ان دھڑکنوں کے ساتھ باتیں کر کے خود کو تلاش کرنے کا کام کیجئے۔

خود کو پالیا کریں ماحول کی موسمی کیفیات کے مناظر کے ساتھ، اپنی روزمرہ مارننگ واک کے ساتھ اپنے کام کے ساتھ، اپنے دوستوں کی صحبت میں وقت گزاری کے ساتھ، صبح کی تازہ دم، بادِ نسیم کے ساتھ، دوپہر کی دھوپ کی تیز کرنوں کے ساتھ، سہ پہر کے وقت اپنے دراز سایوں کے ساتھ، عبادات میں محو

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

اپنے معبود کے ساتھ، شام کی افق لالی کے ساتھ، رات کی تاریکی، اندھیروں کے خوفوں کے ساتھ، چاند کی مدھم روشنی کے ساتھ، آسمان میں آنکھ مچولی کا کھیل کھیلنے والے ستاروں کے ساتھ، گھر کے دسترخوان پر لذیز ضیافتوں کو نوش کرنے کے ساتھ اپنی انگلیوں کو بدن پر مسلنے کے ساتھ، اپنے چہرے کو بغور دیکھ کر آئینے میں موجود عکس کے ساتھ، اپنے کپڑوں پر روز لگانے والی خوشبوؤں کے ساتھ، نئے پُرانے ملبوسات کو زیب تن کرنے کے ساتھ، اپنے بچھونے کو درست، صاف کرنے کی تہذیب و ترتیب کے ساتھ، اپنے ہاتھوں کی لکیروں، بدن کی تھکان کے ساتھ، اپنی پیشانی کی خندہ پیشانی کے ساتھ، اپنے پورے وجود کے حسین احساس کے ساتھ۔ خود کو پالیاں کریں کیونکہ اب کے دور میں کھوجانا آسان بن گیا ہے، کھوجانے کی اب کوئی قیمت مقرر نہیں ہے اب کھوجانے کی خاطر ہر طرح کی آسانیاں موجود ہیں جب کہ پانے کا کوئی سامان میسر نہیں ہے بلکہ اب خود کو پالینا دنیا کی بہترین دولت ہے اگر آپ کو یہ دولت مل جائے تو آپ دنیا کے امیر ترین شخص ہیں۔

بزم آرائی کسی اور طرف لے جائے
اور یہ تنہائی کسی اور طرف لے جائے

☆

بند آنکھوں سے تیری سمت سفر کرتا ہوں
ورنہ بینائی کسی اور طرف لے جائے

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

میں وہ کتاب ہوں

کس طرح جمع کیجئیے اب اپنے آپ کو
کاغذ بکھر رہے پرانی کتاب کے

(عادل منصوری)

میں وہ کتاب ہوں جس کے ذریعے کائنات کے خالق نے اپنا وجود، اپنی طاقت، اپنی رحمت، اپنی تعریف، اپنے غضب، اپنی پہچان کا اظہار اپنے بندوں سے مختلف اقوام کی تباہی، بربادی، گمراہی، نافرمانی، ان کی ایمانی کہانیوں کے قصوں واقعات کے حوالوں سے بیان کیا۔ میں ہی ہوں وہ کتاب جس نے ازل سے انسان کو سکھایا کہ انسان کس کو کہتے ہیں؟ انسانیت کیا ہے، تہذیب وتمدن کون سی شئے ہے۔

میں وہی کتاب ہوں جس نے ابنِ آدم کو سائنسی تجربوں، اصولوں، عمرانیاتی مشاہدات کے آئینے میں اس کو اس کے وجود سے متعارف کرایا، میں ہوں وہ کتاب جس نے انسان کو سماجی زندگی کا ہنر سکھایا کہ سماج...... کیسے ترتیب، تشکیل اور تعمیر کیا جاتا ہے، اس میں سماجی اصول، ضوابط، روابط کیسے قائم کئے جاتے ہیں۔ میں کتاب ہوں وہ جس نے انسان کی تاریخ محفوظ کر کے رکھی ہے جس نے انسان کو اس کے پس منظر، اس کے اسلاف، اس کی تاریخ سے متعارف کرایا ہے۔ انسانی تہذیب کو یہ سکھایا کہ ماضی میں ہوئی غلطیوں سے کیسے حال اور مستقبل کے لئے بطور سبق حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ہاں میں کتاب ہوں وہی جس نے انسان کو زمین، ماحول، سمندروں، دریاؤں، جنگلوں، آبشاروں، کھیت کھلیانوں کے متعلق جانکاری فراہم

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے استعمال کا صحیح طریقہ بتایا، ان کی سیر و تفریح کے بارے میں انفارمیشن دی، ان کے قدیم و جدید استعمالات، فوائد کے حوالے سے سائنسی و تیکنیکی لوازمات کے آئینے میں تحقیقی، تجزیاتی، تجرباتی علوم عطا کئے۔

میں ہوں وہی آواز جس نے سوتوں کو جگایا، جس نے دنیا میں انقلاب کا نعرہ لگایا، جس نے انسان کو اس کی نفسیات سے آشنا کر دیا وہی کتاب ہوں میں جس نے انسان کو زندگی گزارنے کا فن اور ہنر بخشا۔ دنیا کی مختلف زبانوں کے شعر و ادب میں ادبی شاہکار کے عنوان سے کردار بھی میرے ہی وجود سے مشہور ہوئے ہیں۔

ہاں ہاں میں کتاب ہوں وہی، وہی کتاب جس کی ذات لفظوں کے ہجوم سے، جملوں کے انتخاب سے، خیالات کے انبار سے، سیاہی میں ڈوبی نوک قلم سے، سفید کاغذ کے کورے بدن پر، ورق ورق کے اجتماع سے، اور پرنٹنگ پریس کے دہان سے نکل کر اشاعت کے مرحلے کے بعد جنم لیتی ہے۔ گویا میرا جنم مختلف مراحل سے گزر کر اشاعت کی صورت میں مکمل ہو جاتا ہے۔ میں کتاب پریس سے نکل کر خرید و فرخت کے لئے بازار کی زینت بن گئی، کسی کے خواب گاہ میں پیار سے اس کے ہاتھوں میں نرم و نازک رخسار کا تکیہ بھی بن گئی۔ کسی کی آنکھوں کا نور بن گئی، کسی نے گہری نیند میں جانے کے لئے میری ورق گردانی شروع کی اور میں نے ساتھی بن کر اس سے نیند کی آغوش میں چپ کے سے ڈالا بقول شاعر ؎

کبھی آنکھیں کتاب میں گم ہیں
کبھی گم ہے کتاب آنکھوں میں

(محمد علوی)

ہاں میں کتاب ہوں وہی جو کسی کی تنہائی کا خوبصورت دوست بن گئی، مجھ کو کسی نے دوستوں میں بطور تحفہ بھی پیش کیا، کسی نے دوستوں میں اپنا برم رکھنے کے لئے

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

بھی مجھے اپنے ہاتھوں میں نمائش کی بابت رکھا ہے، کسی نے اپنی علم کی پیاس بھی مجھ سے ہی بجھائی، کسی نے گھر کی خوبصورت المیاری، لابی میں رکھ کر زیب و زینت بخشی۔ کسی نے ہنر وکمال حاصل کرنے کے لئے میرا مطالعہ کیا، کسی نے روحانی فیض پانے کی خاطر مجھ سے آشنائی کی۔ کسی نے مال ودولت کا سبق پانے کی خاطر میرا مطالعہ کیا کسی نے ارض وسماء کے حقائق معلوم کرنے کے لئے میرے بطن سے اسباق حاصل کر کے چاند ستاروں پر اپنی کمندیں پھیلائی۔

میں کتاب اک وفا کا نام ہوں جس نے بھی مجھ سے وفا کی، محبت کی، پیار دیا میں نے بدلے میں وفاداری نبھائی، اس سے علم کے نور سے منوّر کر دیا، ظلمت سے روشنی کی طرف لایا، عقل، فکر، فہم ادراک، بخشا جنہوں نے مجھے اپنا دوست سمجھا میں نے بھی سماج میں ان کی قدر و منزلت بڑھادی میری ہی بدولت ان کو روزی روٹی میسر ہوئی۔ میرے ہی مطالعے سے لوگوں کی تربیت ہو جاتی ہے، بیماروں کو دوائی ملی تو اس عمل میں بھی میں نے اپنا کردار ادا کیا۔ میں کتاب بچوں کا من بہلانے کی خاطر کہانی کے طور پر کام آئی، بڑوں بزرگوں، خواتین وحضرات لڑکوں لڑکیوں کے جتنے بھی مسائل ومعاملات ہوتے ہیں ان کا حل بھی میرے پاس ہی ہوتا ہے۔ انسانی تہذیب وتمدن میں کون سا شعبہ ایسا ہے جس میں میری شمولیت ممکن نہیں، محبت کے میدان میں لیلیٰ مجنون، شیرین فرہاد، سائنس کی دنیا میں البرٹ آنسٹائن، اسحاق نیوٹن، ڈارون، فلسفہ کے دنیا کی مشہور ہستیاں سقراط، افلاطون، ارسطو، کیکر گارڈ، جان پال، سارترے، شوپن ہار، نطشے، علم سماجیات، علم اقتصادیات، علم تواریخ، علم ادبیات کی وہ کون سی شخصیت، فکر، زاویہ نظر ایسا ہے جس کو میں نے محفوظ کر کے امانت کے طور پر نسلوں تک نہیں پہنچایا ہو۔ مگر افسوس اس امانت داری کی اب بڑے پیمانے پر خیانت کھلے عام جاری ہے۔ ہاں...... ہاں...... جی ہاں

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

آپ نے خوب سنا آپ میری خیانت کے ذمہ دار ہیں ۔ میں چیخ چیخ کے پکار پکار کے بہ بانگِ دہل یہ اعلان کرتی ہوں کہ آپ امانت دار تھے لیکن اب خائن بن گئے ۔

کتاب کھول کے دیکھوں تو آنکھ روتی ہے
ورق ورق تیرا چہرا دکھائی دیتا ہے ۔

(احمد عقیل)

میں کتاب اب ہر گھر کی لابی میں، الماری میں، کالج کی خوبصورت، وسیع، اعلیٰ لائبریری ہالوں میں، دانش گاہ اعلیٰ کی مرکزی لائبریریوں میں، حوالہ جاتی سیکشنوں میں، یہاں تک کہ دوکانداروں کی قید میں اور سڑک پر لگی چارپائی پر کہ ہر شخص جو یہاں سے گزرتا ہے میری جانب بے اعتنائی سے، بے پروائی سے دیکھتا ہوا مسکرا کر چلا جاتا ہے۔

میں کتاب ہر روز اپنی تنہائی سے باتیں کرتی ہوں کہ کوئی آئے مجھے اپنے ہاتھوں سے چھولے، مجھ پر پڑی گردوغبار کی جمی ہوئی تہہ جھاڑ لے مجھ سے محبت کرے، مجھ سے مشورہ مانگے، مجھ سے باتیں کرے، مجھے اپنے ساتھ اپنے بستے میں رکھے، مجھے بھی اپنے ساتھ گھر لے جائے اور چائے، کافی کا ایک پیالہ ہاتھ میں لے کر مجھے اپنی سنائے اور میں اپنی سناؤں اور وہی پرانے طرز کی محفل سجے جس کے بارے میں شاعر نے کہا تھا۔

قیس جنگل میں اکیلا ہے مجھے جانے دو
خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

(میاں داد خان سیاح)

مگر ہائے میری قسمت اب کہ ایسا نہیں ہوتا نہ کوئی میرا مطالعہ کرتا ہے، نہ کوئی مجھ سے مشورہ طلب کرتا ہے، نہ کوئی مجھ سے کسی مسئلے پر رائے مانگتا ہے، نہ کوئی کچھ نیا سیکھنا چاہتا ہے، نہ کوئی نئی فکر، فہم، ادراک و علم سے واسطہ رکھتا ہے، نہ کسی کو مجھ سے سکون ملتا ہے، نہ کسی کو میری ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ کیوں کر ہو بھی طالب علم

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

میرے مطالعے کے بغیر بھی امتحانات میں، امتیازی پوزیشنوں کے ساتھ کامیاب ہوجاتے ہیں، ہر کسی کا اپنا کام میرے بغیر جو نکلتا ہے کیوں کر کوئی مجھ سے واسطہ رکھے ہاں مگر ایک شکایت ضرور ہے اور وہ ہیں قوم کے اساتذہ اور طلبہ جن کی کامیابی مجھ میں پنہاں ہیں، جن کی روزی روٹی، عزت وآبرو میرے وجود سے ہیں مگر

شکایت ہے مجھے یارب! خداوندانِ مکتب سے
سبق شاہین بچوں کو دے رہے ہیں خاکبازی کا

(اقبالؔ)

میں کتاب! پکار پکار کے رب کی پناہ چاہتی ہوں اور اس بے دردی، وعذاب کے عالم سے خلاصی چاہتی ہوں میں اب مرنا چاہتی ہوں، مجھے اب موت ہی چاہئے کیونکہ اس بے اعتنائی، لاپرواہی سے ہزار درجہ بہتر موت ہے، میں اس دنیا میں رہنا پسند نہیں کروں گی جہاں لاکھوں روپیہ صرف کر کے میرے نام پر محض لائبریروں کی بڑی بڑی الماریاں کتابیں خرید کر بند کردی جائیں۔ نہ جانے کہاں گئے وہ صاف دل، پاکباز، محنتی لوگ جو میرے قائین ٹھہرتے تھے، جو میرے بغیر گھر سے نہیں نکلتے تھے، جو سفر کے دوران مجھے اپنا ہم سفر بناتے تھے۔ میرے لفظ لفظ کا مطالعہ کرتے رہتے تھے اور میرے بدن پر، میرے متن پر، اپنی پنسل سے اُن الفاظ، ان اقتباسات کو سطر بند کرتے تھے جو ان کو زیادہ پسند آتے یا جن کو وہ اپنے ذہنون کے دریچوں میں محفوظ کر کے اپنا کام بھی نکالتے تھے۔ وہ لوگ اب نظروں سے اوجھل ہیں جو لوگ اپنی پہچان، اپنی شناخت کو پانے کے لئے میری نس نس، میری تاریخ کو کھنگال کر خود کو پانے کی جستجو تیز سے تیز تر کرتے رہتے تھے اور اس طرح سکون کے لمحات حاصل کرتے تھے۔

دیکھے جو تم نے خواب کسی اور کے، تو کیوں؟

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

کیا موت آگئی تھی ہمیں ، مر گئے تھے ہم

(عباس قمر)

میں کتاب زندان میں تنگ آگئی ہوں جہاں نہ کوئی مجھ سے میری حالت دریافت کرتا ہے نہ کوئی مجھ سے میرا حال پوچھ رہا ہے، میرا درد مجھ سے دریافت کرتا ہے، بظاہر خوبصورت لائبریری ہالوں میں شلفوں پر، الماریوں کے بند شیشوں میں، میں موجود رہتی ہوں لیکن اندر سے میں کتنی ٹوٹی ہوئی ہوں اور اکیلا پن محسوس کر رہی ہوں کہ مجھ کو اس اذّیت ناک قید سے آزاد کردو۔ مجھے نمائش کا کوئی شوق نہیں ہے ایسا لگتا ہے میں محض سرکس میں اب تماشہ اور نمونہ کی بنیاد پر محفوظ ہوں۔

میں کتاب اب خالقِ کائنات سے دعا گو ہوں اے میرے پروردگار میرے بطن سے اب لفظوں کے اس بے معنیٰ ،لغو، غیر حقیقی، اب کی دنیا میں کام نہ آنے والے انبار کو غائب کردے اور کورے کاغذوں کے بے قیمتی لباس کو بطور کفن عطا کردے اور مجھ کو آسمانوں میں دفن کردے کیونکہ زمین کے سیارے پر رہنے والے لوگ اب بے حسی کے عالم میں نہ جانے کہاں کھو گئے ہیں مجھ کو بس اب موت چاہیئے......موت چاہیئے......موت چاہیئے

کہانی ختم ہوئی اور ایسی ختم ہوئی
کہ لوگ رونے لگے تالیاں بجاتے ہوئے

(رحمان فارس)

☆☆

Kashmir Treasure Collection Digitization by eGangotri

ہُنر چاہئے فن چمچہ گیری میں

؎ صاحب کو بھی کرسی سے ہٹا سکتے ہیں چمچے
چپراسی کو کرسی پر بٹھا سکتے ہیں چمچے

سماج میں پھیلی ہوئی بدامنی، بدمزاجی، بے ذوقی، ناانصافی، چاٹوکاری، خوشامدی کے تعلق سے کسی صاحبِ علم کا قول بجا معلوم ہوتا ہے کہ:

''یقین کرو اس دور میں عزت والے لوگ سخت پریشان ہیں باقی چمچہ گیری ،چغل خوری اور دو نمبری بندے اس ٹائم سب سے زیادہ عروج پر ہے۔''

ہر شے کا نام ایک وجہ تسمیہ رکھتا ہے جس کی بنیاد ایک تاریخی پسِ منظر میں پوشیدہ ہے۔ انسان نے اپنی زندگی کو خوب سے خوب تر بنانے کی خاطر مختلف چیزیں ایجاد کیں جن کا اپنا ایک کام مقرر ہے اور نام قائم۔ انہی چیزوں میں کھانے پینے کی اشیاء بھی موجود ہیں اور ان اشیاء کے بہترین استعمال کے لئے متعدد ایسے ساز و سامان بھی تیار کئے گئے جن سے روزمرہ کے چیزوں کا استعمال آسان بن جاتا ہے اور زندگی بے نظیر اور حسین دکھنے کے لئے ایسے دھات کا بھی استعمال عمل میں لایا گیا جن سے شباہت میں اضافہ ہوتا ہے اور لطافت میں لذت کا احساس ایسی ہی دھات میں چمچہ ایک اہم استعمال کی چیز ہے جس سے ہر فرد اپنی انفرادی ضرورت کے مطابق کام میں لاتا ہے اور اجتماعی طور پر سماج میں استعمال ہوتا ہے۔
چمچہ بنیادی طور پر فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنیٰ (شوربہ یا شربت یا کوئی اور رقیق چیز پینے کا ظروف) ہیں، لیکن لغوی معنیٰ کے ساتھ ساتھ جس طرح باقی

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

چیزوں کا ایک سماجی یا تہذیبی روابطہ انسانی سماج میں روا رہتا ہے عین مطابق لفظ چمچہ کا بھی ایک تاریخی اور جاندار سماجی پس منظر موجود ہے۔ جس سے ہر دیگی چمچہ وجود میں آتا ہے۔ چمچہ کی ضرورت انسان نے اوّل سے ہی محسوس کی کیونکہ بغیر چمچہ یا چمچ کے ایک نوالہ بھی برتن سے نکالنا ممکن نہ تھا۔ برتن میں کھانا تیار کرنا انسانی تہذیب میں ابتدائی منزلوں کی نشاندہیوں کی ایک مکمل علامت ہے اس کے بعد اپنی اپنی تہذیبی اور مقامی ضرورت کے مطابق چمچہ / چمچ کا استعمال کیا گیا ہے۔ بہت سارے ممالک میں چمچ / چمچہ کا استعمال کھانا پروسنے تک ہی استعمال کیا جاتا ہے جبکہ متعدد علاقوں میں چمچہ کا استعمال کھانا پروسنے سے لیکر کھانا کھانے تک استعمال کیا جاتا ہے۔ وہاں کے افراد اپنے ہاتھ کھانا کھانے کے لئے عمل میں لاتے ہیں کھانا ختم کرنے کے بعد انگلیاں بھی چاٹ لی جاتی ہے۔

چمچہ / چمچ ہیت کے اعتبار سے اپنی ساختیں الگ الگ رکھتی ہیں نیز استعمال کرنے کے اصول وضوابط بھی مختلف ہو سکتے ہیں۔ مثلاً قدیم زمانے میں چمچہ سے چمچہ گیری وجود میں آیا جس کے معنٰی ڈکشنری کے الفاظ میں یوں درج ہیں:

"خوشامد، چاپلوسی، لکوپتو، حاشیہ برداری، بے جا خوشامد"

لیکن آجکل نئی نسل سے اگر یہ معنٰی استفسار کئے جائیں تو حیرت سے استفسار کرنے والے شخص کو دیکھتے رہیں گے۔ کیونکہ ان کی ڈکشنری میں چمچہ گیری موجود نہیں ہے وہ تو چمچہ کی ہیت اور اس کے معنٰی سے بھی واقف نہیں ہے ان کے سامنے چمچہ کی ہیت میں جو چیز موجود ہے اس کو Spoon کہتے ہیں اور چمچہ گیری ان کے یہاں نئی اختراعی Spoonism بن کے رہ گئی بہر صورت چمچہ گیری ہو یا Spoonism اصطلاحی طور پر ایک ہی معنٰی سے مراد ہے۔ بقولِ شاعر ؎

خوشامد بڑے کام کی چیز ہے
زمانے میں آرام کی چیز ہے

Kashmir Treasure Collection Digitization by eGangotri

خوشامد پہ کچھ خرچ آتا نہیں
خوشامد کے سودے میں گھاٹا نہیں

گویا لفظوں کے ہیر پھیر سے لئے جانے والے مکمل معنٰی میں کوئی خاص فرق نہیں مل سکتا ہے ہاں اگر مل سکتا ہے تو وہ مرکبات کو استعمال میں لانے والے شخص کی تخلیقی Imagenary کی قوت پر مبنی ہے کہ وہ کس قسم کی Buttering یا مکھن ملائی کرنے کا ہنر جانتا ہے۔ آیئے اس تحریر میں آپ کو ان افراد سے ملاتے ہیں جن کو چمچہ گیری یا Spoonism کے ذریعے سے اپنی سچی اور جھوٹی تعریف سننے کا بے حد شوق بلکہ بعض اوقات اشتیاق رہتا ہے اور چمچہ گیری یا Spoonism کرنے والے اشخاص ہر اس موقع کی تلاش میں اور شخص کی تلاش میں رہتے ہیں جس کی جب چمچہ گیری کی جانی ہوتی ہے تاکہ ان کا بھاری من ہلکا ہو جائے اور صاحب کا (جس کی چمچہ گیری) من خوش ہو جائے اور بے ساخت کہے ''آپ اچھے انسان ہیں''

تاریخ گواہ ہیں کہ چمچہ گیروں نے اپنی چمچہ گیری سے کتنے ہی ذاتی فائدے حاصل کئے ہیں اور حکومتی سطح پر ریاستوں کی سلطنتیں لوٹی گئیں، قوموں کے قوم تباہ و برباد ہو گئے، لاکھوں لوگوں کو چمچہ گیری اور چمچہ گیروں نے قتل کروا ڈالا۔ بادشاہوں کے درباروں میں چمچہ گیروں کو دیکھا جاتا تھا بادشاہ سلامت چمچہ گیری میں خزانوں کے خزانے خالی کر دیتے تھے۔ یہاں تک کہ کسی بھی شخص کو منطق ہی سمجھ نہیں آتی تھی۔

چمچہ گیری کرنے والے لوگوں کو تاریخ کے مشہور وزیر بیربل کا وہ طریقہ کار اختیار کرنا پڑتا ہے جس کا سبق محاورہ ''میں آپ کا نوکر ہوں بھینگن کا نوکر تھوڑی ہوں'' میں پوشیدہ ہے۔ آقا حضرات کی ہر بات میں سر ہلانا ہی بنیادی طور پر چمچہ گیر بن جانے کے لئے پہلی اہلیت، قابلیت، یا کوالیفکیشن ہے۔ اس کے بعد اس امتحان میں متعدد مرحلے آتے رہتے ہیں جہاں پر چمچہ گیروں کو اپنی قوت بازو، قوت زبان دانی، تلوے چاٹنے کی

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

مہارت، ہنر کا ثبوت دینا پڑتا ہے۔اس حوالے سے چاٹو کاری کا سبق، نصاب کے مطابق یاد بھی کرنا پڑتا ہے جس میں جھوٹ کی فراوانی سب سے زیادہ ضروری ہے نیز فن خوش آمدی کے اسباق بھی صحیح صحیح یاد کرنے پڑتے ہیں اور نتیجہ کے طور پر نئے سماجی منظر نامے جنم لیتے ہیں جس کی جانب شاعر نے یہ کہہ کر واضح اشارہ دیا ہے ۔

بہت مجھ کو لگتا ہے پیارا کہ جب جب
مرے سامنے دُم ہلاتا ہے چمچہ
اس کے سبب سے ہے نفرت دلوں میں
کہ آپس میں ہر دم لڑاتا ہے چمچہ

چمچہ کی یہ خصوصیت ہے کہ جس برتن میں جاتا ہے اس سے خالی کر کے ہی دم لیتا ہے نیز چیزوں، اشیائے خورد ونوش، کھانے پینے کے ساز وسامان، مختلف نعمتیں تب تک تیار ہو ہی نہیں سکتی ہے جب تک کہ چمچہ کو استعمال نہ کیا جا سکے گویا اس سے اگر صحیح سطح پر، صحیح جگہ پر استعمال کیا جائے تو فائدہ مند ہے لیکن صورتحال کا دوسرا رخ اس سے مختلف اصطلاح فراہم کرتا ہے۔ مختلف تحقیق، تنقیدی، ذاتی تجربوں سے یہ بات اخذ کی گئی ہیں کہ آجکل کی دنیا میں چاپلوسی، چمچہ گیری کرنے والے لوگوں کی تعداد زیادہ ہو چکی ہے بلکہ دن بہ دن اس کی شرح میں غیر معمولی اضافے دیکھنے کو ملتے ہیں اور کسی صاحبِ عقل نے کیا خوب فرمایا ہے:

"جس شخص نے پالش، مالش اور چمچہ گیری سیکھ لی اسے کوئی دوسرا کام سیکھنے کی ضرورت نہیں ایسے لوگ وقت کے کامیاب ترین لوگ ہوتے ہیں۔"

اس صورتحال کا ایک اور رخ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ جن لوگوں کے مزاج اور رویہ میں چاپلوسی، چمچہ گیری کو خوشامدی کرنے کا ہنر شامل نہیں ہے یا عقلی سطح کی فضا کو قبول کرتے ہوئے اس بات کا انہیں علم ہے کہ چمچہ گیری، چاپلوسی، چاٹو کاری کرنا ایک

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

مہذب اصول پرست، با اخلاق شخص کا وطیرہ نہیں ہوسکتا ہے نیز ترقی یافتہ سماج میں اس کی نہ ہی ضرورت ہے اور نہ ہی اس سے زیادہ تعمیری سوچ ابھر سکتی ہے بلکہ یہ ایک سماجی ناسوُر کی صورتحال ہے۔ ایسے افراد جن کی سوچ اس قدر ترقی پسند اور Progressive ہوتی ہے ان کی ترجیحات میں ایسے امور ایسے اشخاص کے لئے ایک ہی خیال ہے کہ ان افراد کو نفسیاتی ماہرین کے مشوروں کی ضرورت ہے اور یہ ترقی پسند سوچ رکھنے والے لوگ اس قسم کی لوگوں کی سوچ، حرکات وسکنات سے باخبر اور واقف ہوتے ہیں مگر ان کی اعلیٰ ظرفی کے نزدیک اس عمل پر ردعمل کرنا درست نہیں ہے۔ ہاں اگر اس کا کوئی مثبت جواب ہوسکتا ہے تو وہ محض ان کو نظر انداز کرنا کیونکہ صاحب علم لوگوں کا ماننا ہے :

''خاموشی اختیار کر لینا دب جانے کی علامت نہیں، بلکہ ترجیحات کا فرق ہوتا ہے کیونکہ ہر بات اور ہر شخص جواب کا مستحق نہیں ہوتا......''

ہاں مگر یہ بھی روز روشن کی طرح عین مطابق عیاں ہے کہ اس قسم کے لوگ جو اصول پسندی کے تحت چلتے ہیں اور با اخلاق طریقہ سے اپنا کام کرنا جانتے بھی ہیں اور چاہتے بھی ہیں کہ قابلیت یا اہلیت کی بنیاد پر کام کیا جائے اور اسی بنیاد پر اس کے نتائج بھی حاصل کئے جائے انہیں چاپلوسی اور چمچہ گیری کے دور دورہ نے بہ قید حیات ہی بہت مشکل میں ڈالا ہے ان کے اصول پسندی رویے کو نا قابلیت کا نام دیا جاتا ہے، ان کی قابلیت کو بے وقوفی گردانا جاتا ہے ان کی سوچ کو ہر موڑ پر رد کرنے کا سامان مہیا ہے، ان کے خیالات کو پراگندگی سے تعبیر کرنا چمچہ گیر لوگ اپنا فرضِ اوّلین سمجھتے ہیں اور صاحب اقتدار ایسے اشخاص کو پورے نظام سے باہر نکالنا فرضِ منصبی سمجھتے ہیں اس اعتبار سے انھیں مختلف القابات بھی عطا کئے جاتے ہیں جیسے نااہل، مغرور، گھمنڈی، بدتمیز، بدزبان، Non co-operative person وغیرہ وغیرہ۔

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

بقول شاعر

ہم سے خوشامد کسی کی نہ ہوسکی
اس اعتبار سے بدتمیز مشہور ہیں ہم

☆

یہ چاپلوسی میرے بس کی بات نہیں
ہُنر چاہیئے انساں سے کتّا بننے کے لئے

چمچہ گیروں کی مختلف قسمیں موجود ہیں۔ چند ایک چمچہ گیر ایسے ہوتے ہیں جو وقتی ضرورت کے مطابق چمچہ گیری کا فن سیکھ لیتے ہیں تا کہ اپنا فائدہ حاصل کرسکیں ایسے افراد فائدہ حاصل کر کے سماج میں باعزت طور پر زندگی گزارنے کی شدید خواہش رکھتے ہیں اس حوالے سے ان کی چمچہ گیری مخفی رہنی چاہیئے یا یہ لوگ اپنے چمچہ گیری کے عمل، واقعہ کو پردے میں رکھنا چاہتے ہیں اس لائحہ عمل میں کچھ کامیاب ہوجاتے ہیں اور کچھ رسوا ہوجاتے ہیں کیونکہ سماج میں وہ لوگ بھی رہتے ہیں جو آپ کے حرکات و سکنات، نقل وحمل کی پل پل کی خبر رکھتے ہیں جنہیں خبری لال کہا جاتا ہے۔

چمچہ گیروں کی ایک قسم وہ ہے جو دفتری چمچہ گیر کہلائے جاتے ہیں یہ چمچہ گیر سرکاری افسر بھی ہوسکتے ہیں نیم سرکاری افسر بھی اور غیر سرکاری افسر بھی جو اپنے آقاؤں اعلیٰ افسروں کے خبری لال کے نام اور کام سے جانے جاتے ہیں ان کا مقام کہیں مقرر نہیں رہتا ہے بلکہ دفتر، ادارے کا ہر کونہ چھان مار سکتے ہیں، دفتر کے ہر کمرے، گلی، کیبن میں ان کا آنا جانا لازم ہے تا کہ اپنی سونگھتی حِس سے ملازمین کے خیالات، نظریات، حالات، ان کی حرکات وسکنات، صاحب کے متعلق گفتگو یا چی میگوئیاں معلوم کرسکے علاوہ ازیں ملازمین کے درمیان پھوٹ ڈالنے کا کام بھی انہی کے سپرد ہوتا ہے، ہر عمل، ہر واقع، ہر حادثہ، ہر اچھے بُرے کی انفارمیشن صاحبِ اعلیٰ تک پہنچانا ان کا فرض منصبی ہوتا ہے۔ اعلیٰ افسر کی بے جا

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

تعریفیں، ان کی شان میں قصیدہ خوانی، ان کے تیئں زمین و آسمان کے قلابے ملانا، ان کی بادشاہت کا دبدبہ ان کی ستائش کرنا ان کا ہی کام ہوتا ہے اور حقیقت پسندانہ رویہ رکھنے والے افراد اشخاص کی اعلیٰ ظرفی کو پاؤں تلے روند دیا جاتا ہے اور شاہ بھی ان افراد کی تعریف، ان کی قابلیت کو بیان کرتے ہوئے تھکتے نہیں ہیں اور یقین مانیے آپ بھی پریشان ہو جائیں گے یہ سوچتے سوچتے کہ آیا شاہ اعلیٰ افسر جن افراد کے بارے میں ایسے کلمات بیان فرما رہے ہیں کیا واقعی وہ اس قابل ہیں شاید آپ اس نتیجے پر پہنچ جائیں گے کہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے بلکہ مدح اور ممدوح محض ایک دوسرے کی ضرورت ہیں۔ بقولِ دانا:

''بڑے لوگوں سے تعلقات بنانے کے چکر میں بندہ چمچہ بن سکتا ہے
بڑا انسان نہیں!''

سیاسی چمچے وہ چمچے کہلائے جاتے ہیں جو سیاست دانوں کی چمچہ گیری کرتے ہیں۔ ان چمچہ گیروں کا اپنا انفراد ہوتا ہے سیاست کے میدان میں چمچہ گیری کرنا ایک الگ ہی فن ہے یہاں کا چمچہ گیر اس اغلب میں ہوتا ہے کہ وہ سیاسی نظام کو اتھل پتھل کر سکتا ہے ان کی کارستانیاں بے چارے مظلوموں پر زیادہ برستی رہتی ہیں معمولی سے معمولی کام کی خاطر عوام کو محتاج بنا کر رکھنا ان کا شیوہ ہے اس قسم کے چمچہ گیر اپنی سیاسی طاقت کا مظاہرہ کرنے کے لئے اپنے چھوٹے چھوٹے پیادے تیار کر کے انہیں عوام میں چھوڑ جاتے ہیں تا کہ ان کی اپنی چمچہ گیری زیادہ طاقتور ہو سکے۔ بقولِ شاعر ؎

چمچے کوئی مصری ہوں کہ بنگالی یا ہندی
شیخوں کو ہتھیلی پہ نچا سکتے ہیں چمچے

☆☆

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

"ندائے نور" لطافتِ زبان، روانیٔ بیان اور وسعتِ نظر کا حسین امتزاج ہے۔ یہ انشائیے اپنے قاری کو محض ذہنی تفریح نہیں دیتے، بلکہ ایک فکری مکالمے میں شریک کر لیتے ہیں۔ مصنف نے زندگی کے معمولی سے معمولی تجربات کو جس نفاست، نرمی اور باریک بینی کے ساتھ برتا ہے، وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ صرف لکھتے نہیں بلکہ محسوس کرتے ہیں اور اس احساس کو ایک جمالیاتی سانچے میں ڈھال کر قاری تک منتقل کر دیتے ہیں۔

پروفیسر خواجہ اکرام الدین

جواہر لعل نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی، انڈیا

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

NIDA-E-NOOR

by

Dr. Falak Fayroz

Kitabi Duniya
1955, Gali Nawab Mirza, Mohalla Qabristan,
Turkman Gate, Delhi-110006 (INDIA)
Mob: 9313972589, 8929421423
E-mail: kitabiduniya@gmail.com

ISBN 978-93-95443-64-7
9 789395 443647